مارچ ۱۹۷۳ء

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون : 591

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

ربوہ میں عظیم الشان پریس کا سنگ بنیاد

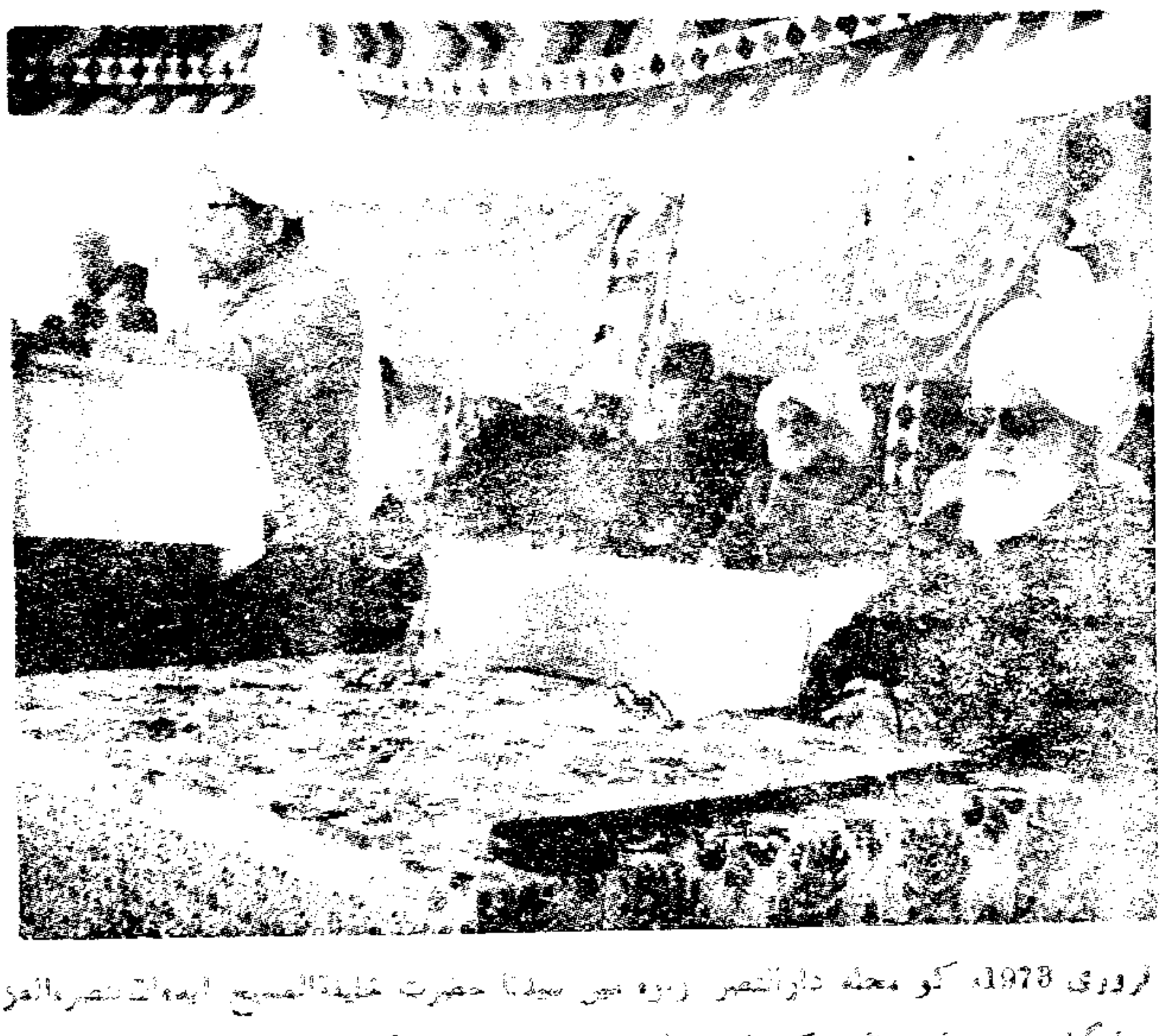

18 فروری 1973ء کو محلہ دارالنصر ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گیارہ بجے دن دعاؤں کے ساتھ عظیم الشان پریس کا سنگ بنیاد رکھا۔ تصویر میں مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب پریس کے کوائف پر تقریر کر رہے ہیں۔

مسجد گولبازار ربوہ کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب

مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۷۳ء بروز اتوار مسجد گولبازار ربوہ کی پختہ مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح ایدہ‌اللہ بنصرہ‌العزیز نے صدر محلہ حکیم خورشید احمد صاحب شاد کی درخواست پر بعد نماز عصر خود بنیاد رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر علالت طبع کے باعث حضور تشریف نہ لا سکے اور حضور ایدہ‌اللہ بنصرہ‌العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں سنگ بنیاد خاکسار نے رکھا اور سب احباب کے ساتھ مل کر دعا کی

——— (ابوالعطاء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۳ | شمارہ ۳

الفرقان

مارچ ۱۹۷۳ء

صفر المظفر ۱۳۹۳ ہجری قمری
امان ۱۳۵۲ ہجری شمسی

ترتیب

● ختمِ نبوت کی حقیقت (اداریہ) ایڈیٹر ص۲
(حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کلمات طیّبات)

● شذرات ایڈیٹر ص۴

● تفسیرِ صغیر کے بے مثال معنوی، لغوی اور ادبی کمالات ص۹
جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

منظومات

● اک چمن زارِ لطافت ہے تفسیرِ صغیر جناب چوہدری شبیر احمد صاحب ص۲۵
● تفسیرِ صغیر یا عالمِ معارفِ کبیر جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ص۲۶
● حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیرِ صغیر جناب آفتاب احمد صاحب بسمل کراچی ص۲۷
● درد کا ہے آپ کے درمان تفسیرِ صغیر جناب مولانا محمد صدیق صاحب جزائرئی ص۲۸
● در مدح تفسیرِ صغیر مے گوید جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم ص۲۹
● ترجمہ محمودؓ کا اک چودھویں کا چاند ہے ——
جناب عبدالحمید صاحب آصف ص۴۱

● مصلح موعودؓ اور آپ کی تفسیر جناب محمد نذیر صاحب فاروقی ص۴۲
● ایک پادری صاحب کے چند سوالوں کے جواب ایڈیٹر [illegible]
● المقتبسات (ماخوذ) ص۴۵

تبلیغی و تعلیمی مجلّہ

الفرقان

مارچ ۱۹۷۳ء

ٹیلیفون نمبر ۶۹۲

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

اعلان!

معاونینِ خاص کے لئے پانچ سال کا چندہ چالیس روپے یکمشت ادا کرنا ہوتا ہے اس طرح انہیں پانچ سال تک رسالہ بھی ملتا رہتا ہے اور ان کے لئے دعا کی بھی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ آپ کب معاونین میں شامل ہوں گے؟

ضروری اطلاع

اِس نمبر کی کچھ کاپیاں زائد طبع کرائی گئی ہیں۔ ایک کاپی کی قیمت اسّی پیسے علاوہ محصول ڈاک ہے جو دس پیسے ہوگا۔ (مینیجر)

بدلِ اشتراک

پاکستان .. .. .. آٹھ روپے
بیرونی ممالک (بحری ڈاک) ایک پاؤنڈ
" " (ہوائی ڈاک) دو پاؤنڈ
فی رسالہ - اسّی پیسے —— (مینیجر الفرقان ربوہ)

اداریہ

ختمِ نبوّت کی حقیقت

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اپنے کلماتِ طیّبات میں

[۱۲-۱۳-۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو حضرت امام مہدی و مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جلسة الوداع میں جو نصیبین جانے والے وفد کو الوداع کہنے کے لئے منعقد کیا گیا ایک نہایت اہم اور مفصل تقریر فرمائی جو اخبار الحکم جلد ۹ ۱۸۰۹ میں شائع ہوئی۔ اس میں حضور علیہ السلام نے ختمِ نبوّت کی حقیقت مندرجہ ذیل پاکیزہ کلمات میں بیان فرمائی۔]

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا ہے جو خاتم المؤمنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیّین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیّین ہیں اور آپ پر نبوّت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح بن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیّین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افتراءِ عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے

اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز اُن لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔

دُنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اُسے بدر کہا جاتا ہے اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرتؐ کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیئے انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں ہے باوجود اس کمزوریٔ فہم اور کمیٔ علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ مَیں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں۔ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلّی دُور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟" (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۳۴۱-۳۴۲)

ہم اپنے مخالف علماء کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے اس ایمان افروز مفہوم میں کوئی نقص ثابت کریں — انہیں خدا ترسی سے کام لیکر سوچنا چاہیئے کہ جو شخص یا جو جماعت خاتم النبیین کی قائل ہو، ختم نبوت کے اس علمی اور روح افزا مطلب پر ایمان رکھتی ہو، اس کا تحریر و تقریر میں برملا اعلان کرتی ہو اسے ختم نبوت کا منکر قرار دینا کیا صریح ظلم نہیں ہے؟

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیںؐ
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے ٭ جان و دل اس راہ پر قربان ہے (درثمین)

نوٹ:۔ اس جگہ ہم اپنے غیر مبایع دوستوں کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاکیزہ بیان کے باوجود وہ منکرینِ احمدیت کے ہمنوا بنکر کیوں غلط راستہ پر چل پڑے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت فرمائے آمین ٭

شذرات

۱۔ "اناجیل میں غور طلب خلا"

مسیحی ماہنامہ کلام حق گوجرانوالہ لکھتا ہے

"اناجیل اربعہ میں بہت غور طلب خلا موجود ہیں جن کو کسی انجیل نویس نے پُر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مثلاً اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفوں نے مسیح خداوند کی بارہ برس سے لیکر تیس برس کی زندگی کے پورے اٹھارہ سالوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔"

(رسالہ کلام حق فروری ۷۳ء صفحہ ۶)

الفرقان۔ اناجیل کے "مصنفین" نے یقیناً کسی مجبوری کے باعث ہی ۱۲ سے ۳۰ برس تک کی زندگی کے بھرپور رسالوں کو نظر انداز کیا ہے۔ یہ اٹھارہ سال مسیحیوں کے نزدیک مسیح کی زندگی کے نصف سے بھی زیادہ ہیں۔ اندریں حالات نہ ہی اناجیل قابل اعتماد ٹھہرتی ہیں اور نہ ہی یسوع مسیح میں اپنے نوجوان متبعین کے لئے کوئی نمونہ ہے۔

۲۔ "خاتم النبیین کا متفقہ مطلب و معنیٰ"

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

"قرآن مجید خاتم النبیین بھی ہے جس کا متفقہ مطلب و معنیٰ یوں ہے کہ ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(تنظیم اہلحدیث ۲۳ فروری ۷۳ء صفحہ ۱)

الفرقان۔ خاتم النبیین کے اس "متفقہ مطلب و معنیٰ" پر سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ کا ایمان ہے۔ ہر دو شعر بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ہیں۔ اگر علماء اسی معنی میں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر کمال ختم ہوا ہے نبوت کو بھی حضورؐ پر ختم مانیں تو جھگڑا ہی کیا ہے۔ (اس شمارہ کا اداریہ بھی ملاحظہ فرمائیں)۔

۳۔ کلیسا میں کروڑوں منکرین الوہیت مسیح

پادری مشتاق جمال صاحب کی تقریر کی رپورٹ میں ہے کہ:۔

"پادری صاحب نے بتایا کہ یہودیوں نے مسیح خداوند کو خدا کا بیٹا قبول نہیں کیا تھا۔ آج پھر کلیسیا کے اندر اور باہر کروڑوں لوگ ہیں جو یہودیوں جیسے ہی ہیں کہ مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔"

(کلام حق گوجرانوالہ فروری ۷۳ء صفحہ ۱۲)

الفرقان۔ کروڑوں لوگوں کا الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہوتے جانا اس اعلان کی تصدیق ہے کہ ع کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع۔ یہ کسرِ صلیب کے زمانہ کی بڑی علامت ہے۔ گویا دجّال نمک کی طرح پگھل رہا ہے۔

۴۔ پادریوں کی بائبل میں "کتر بیونت"

رسالہ کلامِ حق لکھتا ہے کہ:۔

"بہت سے مسیحی لوگ بھی جو کلامِ مقدس کے علمِ الٰہی سے کماحقہٗ واقف نہیں ہیں اور اس کی عمیق گہرائی سمجھنے سے قاصر ہیں غیر مسیحی علماء کے اس حربہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اور ان سوالات کے اثر سے خوفزدہ ہو کر گمراہ اور برگشتہ ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ورلڈ کونسل آف چرچز کے ساتھ ملحقہ مشنوں اور مشنریوں کے زرخرید ملازموں کی کتر بیونت یعنی کلامِ مقدس میں کانٹ چھانٹ کے ناپاک حربہ سے جو انہوں نے کمیونسٹ اور ماڈرن علماء کی مدد سے کیا ہے انتہائی مایوس اور پریشان کن حالات کے تحت اس امر کے متلاشی ہیں کہ حقیقت اناجیل اربعہ ان پر واضح کی جائے۔"

(کلامِ حق فروری ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

الفرقان۔ پادریوں کی بائبل میں کتر بیونت کرنے کا اعتراف کتنا واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی ان لوگوں کی اس خیانت کا ذکر فرما دیا ہے۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ (المائدہ ع ۳)

۵۔ مسلمان صرف نام کے رہ گئے ہیں

ترجمان الحدیث لاہور کے مدیر لکھتے ہیں:۔

"سبب معلوم کہ تب (ماضی میں) ہم مسلمان تھے سچے اور پکے مسلمان۔ اور آج!۔۔۔ آج ہم سرور گرامیؐ کے اس فرمان کا مصداق ہیں:۔

یأتی علی الناس زمانٌ لا
یبقیٰ من الاسلام اِلّا اسمهٗ
ولا من القرآن اِلّا رسمهٗ

کہ ایک زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف حروف ۔۔۔ (کہ نہ تو حقیقی مسلمان رہیں گے اور نہ قرآن کے قاری اور قرآن پر عامل)

اور واقعی آج ہم اپنے گرد و پیش پر نگاہ دوڑائیں تو اور سب کچھ نظر آتا ہے صرف اسلام ہی نظر نہیں آتا۔"

(ترجمان الحدیث مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۴-۵)

الفرقان۔ سوال یہ ہے کہ علماء کے قطار در قطار ہونے کے باوجود مسلمانوں اور اسلام کی یہ حالت

ہوگئی ہے۔ کیا اب بھی یہ ضرورت ثابت نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کا مامور آئے اور امت کی اصلاح کرے!

۶۔ ایک پاکیزہ اور محبوب شعر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی شان میں فرمایا ہے ؎

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(درثمین)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی تقاریر کے شروع میں بسا اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ آجکل گوجرانوالہ سے ایک پندرہ روزہ رسالہ المصطفیٰ نکلتا ہے اس کی اکثر اشاعتوں میں عنوان کے طور پر یہ شعر نقل ہو رہا ہے۔ (المصطفیٰ گوجرانوالہ یکم مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۳)

الفرقان۔ یہ بات نہایت خوشکن ہے۔ اس سے ایک تو شعر کا پاکیزہ اور محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسرے عام مسلمانوں میں قرآن مجید کی طرف رجوع پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ مدیر چٹان اور بائیس ۲۲ لاکھ احمدی رضاکار

ماہنامہ الفرقان کی اشاعت جنوری ۱۹۷۳ء بہرہ **مقتبسات** میں ہفت روزہ لاہور کا ایک اقتباس زیرِ عنوان "**چٹان کا نئے سال کا پہلا جھوٹ**" نقل ہوا ہے۔ اس پر جناب شورش صاحب کاشمیری بہت جز بز ہوئے ہیں۔ انہوں نے "ماہنامہ الفرقان ربوہ کے ایک فاضل ابو العطاء جالندھری کی ادارت میں نکلتا ہے" کے الفاظ لکھ کر زورِ قلم شروع فرمایا ہے نیز "**حکومت پاکستان سے ایک گزارش**" بھی کی ہے (چٹان ۱۹ فروری ۱۹۷۳ء)

بات یوں ہوئی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے گزشتہ جلسہ سالانہ پر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کی تعداد کا اندازہ **ایک کروڑ** بیان فرمایا جس پر مدیر چٹان نے اس بیان کو "محض تعلّی" قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:۔

"**میرزائی سارے پاکستان میں دو لاکھ سے زائد نہیں۔ ہمارا خیال ہے یہ تعداد بھی زیادہ ہے۔**"
(چٹان یکم جنوری ۱۹۷۳ء)

مدیر چٹان کے اس بیان کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے ہفت روزہ لاہور کے ایک نامہ نگار نے ۲۲ فروری ۱۹۷۱ء کے چٹان سے مندرجہ ذیل عبارت پیش کی تھی:۔

"**مغربی حصے میں بائیس ۲۲ لاکھ سے زائد قادیانی اقلیت اپنے سارے وسائل کے ساتھ پیپلز پارٹی کی رضاکار تنظیم بن گئی۔**" (چٹان ۲۲ فروری ۱۹۷۱ء)

ظاہر ہے کہ جب مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی کی تائید میں احمدیوں کے بائیس لاکھ رضاکار کام کرنے والے ہوں تو مغربی پاکستان میں احمدیوں کی کُل تعداد کتنی ہوگی۔ پھر مشرقی پاکستان، مغربی افریقہ

کے ممالک اور مشرقی افریقہ کی جماعتیں انڈونیشیا کے لاکھوں احمدی، یورپ اور ایشیا کے دیگر ممالک کے احمدیوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو بلاشبہ احمدیوں کی تعداد **ایک کروڑ** سے زائد ہے۔

جناب شورش کاشمیری اس واقعی استدلال کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ انہوں نے جو تیر مارا ہے وہ صرف یہ ہے کہ **بائیس لاکھ احمدی** رضا کار والا مضمون میرا نہ تھا وہ تو **"سید اسعد گیلانی ایم اے"** کا مضمون تھا جو چٹان ۲۲ر فروری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔

جواباً گزارش ہے کہ **اوّل** تو اس مضمون کو آپ نے درست سمجھ کر اور اس سے **اتفاق** کرتے ہوئے شائع کیا تھا۔ آپ اس کے ذمہ وار ہیں۔ **دوم** ہم مان لیتے ہیں کہ وہ جناب اسعد گیلانی صاحب کا ہی بیان ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ وہ سچا بیان ہے یا جھوٹا ہے؟ اگر اسعد گیلانی سچے ہیں تو مدیر چٹان کا یکم جنوری ۱۹۷۳ء کا دو لاکھ والا بیان اس سال کا **پہلا جھوٹ** ہے۔ اور اگر **"جناب اسعد گیلانی امیر جماعت اسلامی" کا بیان** جھوٹ ہے تو پہلے اس کی تصریح کریں اور آپس میں نپٹ لیں۔ فرمائیے آپ کیا کہتے ہیں؟

ہمارا مخلصانہ مشورہ جناب مدیر چٹان کی خدمت میں یہ ہے کہ غیظ و غضب کے اظہار کی بجائے سنجیدگی سے غور فرمائیں اور حق بات کے ماننے کو سعادت یقین کریں۔

۸۔ قرآنی انقلاب حاملِ قرآن کے بغیر ناممکن ہے

جناب رشید احمد صدیقی قرآن مجید کو "ایک انقلاب آفرین کتاب" کہتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"قرآن نے انقلاب کا جو تصوّر پیش کیا ہے وہ محض قرآن کے ذریعے برپا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے حاملِ قرآن کا وجود ناگزیر ہے۔ اسی لئے اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تاکہ آپ اسے عملی صورت میں متشکل کر کے مکمل نمونہ انسانیت کے سامنے پیش کریں۔ ایک نبی تو کتاب کے بغیر آ سکتا ہے لیکن کوئی کتاب نبی کے بغیر نازل نہیں ہو سکتی۔"

(چٹان لاہور ۱۹ر فروری ۱۹۷۳ء)

الفرقان - یہ ایک واضح حقیقت ہے اب عصرِ حاضر میں بھی قرآن مجید کے ذریعہ انقلاب کے لئے حاملِ قرآن ہونا ضروری ہے۔ خود سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا آپ کی قوّتِ قدسیہ کا حامل کوئی آپ کا اُمتی بروز ہو۔ اس کے بغیر قرآنی انقلاب کا تصوّر خیالِ خام ہے۔

۹۔ "مسلمان کی تعریف"

مؤرخہ ۱۰ر فروری ۱۹۷۳ء کے روزنامہ امروز لاہور میں عنوانِ بالا کے ماتحت ایک دلچسپ مکتوب

شائع ہوا ہے جس کا جواب الفرقان سے بھی طلب کیا گیا ہے۔ وہ خط یہ ہے :-

"مکرمی تسلیم! پاکستان میں ایک طویل عرصہ سے لفظ "مسلم" کی تعریف زیر بحث ہے اب علمائے کرام مطالبہ کر رہے ہیں کہ قومی اسمبلی یہ تعریف متعین کرے۔ مملکت پاکستان کی صدارت کا عہدہ کسی ایسے صاحب کے سپرد نہ کیا جائے جو اس تعریف کے مطابق نہ اُترتا ہو بعض حلقے یہ بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ عدالتوں کے تمام جج، افواج کے سربراہ نیز ہر سول یا ملٹری کلیدی اسامی پر متعین شخص کا اس تعریف کے مطابق "مسلمان" ہونا لازمی ہونا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابلِ غور ہیں۔

(۱) حضرات علمائے کرام بعض فرقوں کے بارے میں فتوی جاری کر چکے ہیں گر قومی اسمبلی کی متعین کردہ نئی تعریف اس سے ذرا مختلف ہوئی یعنی اگر کوئی فرقہ جسے علمائے کرام شاملِ اسلام سمجھتے رہے ہیں اس نئی تعریف کے مطابق "خارج اسلام" ہو گیا یا جو فرقہ خارج اسلام تھا اگر اس نئی تعریف کی رُو سے "داخل اسلام" ہو گیا تو ان علماء اور ان فتووں کی کیا پوزیشن ہوگی جو اس سے قبل جاری ہو چکے ہیں۔

(۲) اگر کسی تعریف میں آئین میں سمجھوتہ ہو گیا اور وہ تعریف کسی عالم کو پسند نہ آئی تو پھر وہ عالم خارج از اسلام ہو گا یا نہیں؟

(۳) پرانے علمائے کرام کتاب و سُنت پر غور کر کے ایک نتیجہ نکال چکے ہیں، ایک عقیدہ مقرر کر چکے ہیں اور وہ یہ ہے :-

"میں اللہ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر، آخرۃ کے دن پر اور اس بات پر کہ خیر و شر کا وہی مالک ہے اور اس پر کہ مرنے کے بعد جینا برحق ہے ایمان لاتا ہوں۔"

نیز مشکوٰۃ میں فرمان نبوی ہے۔

"جس شخص نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو مانا۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا۔ وہ مسلمان ہے۔"

سوال یہ ہے کہ کیا اس تعریف کے ہوتے ہوئے کسی اور تعریف کی ضرورت ہے؟"

(امروز ۱۸ فروری ۱۹۷۳ء)

الفرقان ۔ ہمارے نزدیک حکومت کا دلوں پر کوئی تصرف نہیں ہوتا اور نہ اسے دل کا علم ہے۔ وہ صرف ظاہر پر فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسلئے اسے حکومت کے معاملات کی حد تک مندرجہ بالا تعریف کو اپنا لینا چاہیئے تاکہ ملک میں امن و امان قائم ہو۔ اور یہ تعریف حدیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے۔ ایمانیات کا ذکر اس تعریف میں آ گیا ہے اور بنیادی اعمال کا بھی۔ اسلئے یہ درست تعریف ہے۔

ترجمۂ تفسیرِ صغیر

کے

بے مثال معنوی، لغوی اور ادبی کمالات

"خدا نے ہے خضرِ راہ بنایا ہمیں طریقِ محمدی کا"

"کلامِ ربِّ رحیم و رحماں ببانگِ بالا سنائیں گے ہم"
(المصلح الموعودؓ)

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

مقدمہ

قرآن عظیم کا پہلا تاریخی اُردو ترجمہ

مسلمانانِ برصغیر کی مذہبی تاریخ میں قرآن عظیم کا پہلا تحت اللفظ اُردو ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ دہلوی کے قلم سے اور با محاورہ اُردو ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ دہلوی کے قلم سے نکلا حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا ترجمہ ابتداء میں اسلام پریس کلکتہ سے شائع ہوا۔ جلد اوّل ۱۲۵۴ھ ۳۹-۱۹۳۸ء میں اور جلد ثانی دو برس بعد منصۂ شہود پر آئی۔ اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ تھی کہ اردو ترجمہ متنِ قرآن کے نیچے نستعلیق ٹائپ میں تھا۔ یہ دونوں ترجمے بہت مقبول و مشہور ہوئے اور اب تک نہایت کثرت سے رائج ہیں۔ اور بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم ان تراجم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یوں تو دونوں ترجمے لفظی ہیں لیکن شاہ رفیع الدین نے ترجمہ میں عربی جملہ کی ترکیب اور ساخت کی بہت زیادہ پابندی کی ہے۔ ایک حرف اِدھر سے اُدھر نہیں ہونے پایا۔ ہر عربی لفظ بلکہ ہر حرف کا ترجمہ خواہ اردو زبان کے محاورے میں کھپے یا نہ کھپے انہیں کرنا ضرور ہے۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ میں اس قدر پابندی نہیں کی گئی ہے بلکہ وہ مفہوم کی صحت اور لفظ کے حسن کو برقرار رکھنے کے علاوہ اُردو

زبان کے روزمرّہ اور محاورے کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ دوسری خوبی ان کے ترجمہ میں ایجاز کی ہے یعنی وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم الفاظ میں مفہوم صحت کے ساتھ ادا ہو جائے۔" (بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور۔ قرآن نمبر جلد دوم ص۶۴۷)

یہ ترجمے اس زمانہ میں ہوئے جبکہ اردو ادب کا کارواں اپنی ترقی وارتقاء کے ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا۔ اُردو کو زیادہ تر دہلوی، ہندوی، ہندی، ریختہ اور ہندوستانی کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ اردو نثر کی کتابیں انگلیوں پر گنی جا سکتی تھیں اور اہلِ قلم کو اس نئی زبان میں تصنیف و تالیف کرنے پر بہت تامل تھا۔ ایسے ناموافق، حوصلہ شکن اور صبر آزما ماحول میں شاہ ولی اللّٰہی خاندان کا اردو میں ترجمۂ قرآن کا بیڑا اُٹھانا بلاشبہ ایک ناقابلِ فراموش اور قابلِ تحسین کارنامہ ہے۔

مہدی معہود کا ظہور

(ایک روایت کے مطابق) حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سنہ ۱۲۴۹ھ[1] میں وفات پائی اور ۱۴ر شوال سنہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۳ر فروری سنہ ۱۸۳۵ء کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل اور مہدی معہود شمالی ہند کی ایک مقدس بستی ——— قادیان ——— میں پیدا ہوئے اور جنابِ الٰہی کی طرف سے مارچ سنہ ۱۸۸۲ء میں ماموریت و امامت کے مقام پر کھڑے کئے گئے۔ اور آپ کو الہام ہوا:-

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن"

رحمٰن خدا نے تجھے قرآن سکھلایا ہے۔

"كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلم فتبارك مَن عَلَّمَ و تَعَلَّمَ"

ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے پس بڑا ہی مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔

اُردو زبان سے متعلق عظیم انکشاف

اس کے علاوہ عنایتِ الٰہی سے آپ پر یہ انکشاف ہوا کہ اس زمانہ میں اُردو زبان کو خاص طور پر قرآنی حقائق و معارف کی اشاعت کا فریضہ سپرد کیا گیا ہے چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے تکمیلِ اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطابع

[1] "تذکرہ علمائے ہند" مصنفہ مولانا رحمان علی مطبع نولکشور طبع دوم ۱۹۱۴ء۔ مؤرخ پاکستان جناب شیخ محمد اکرام صاحب نے "رودِ کوثر" میں حضرت شاہ صاحبؒ کا سالِ وفات سنہ ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۷-۱۸ء) لکھا ہے۔

نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] نیز حسب منطوق آیت قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبانِ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرضِ اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں آپ تشریف لایئے اور اس فرض کو پورا کیجئے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کیلئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملکِ ہند میں آؤں گا کیونکہ جوشِ مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع مِلل و نِحَل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

قرآنی علوم پر مشتمل بلند پایہ لٹریچر

چنانچہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بروزِ رسول کی حیثیت سے عظیم الشان اردو لٹریچر پیدا کیا جس میں قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے۔ کتاب اللہ کو ایک زندہ کتاب کی حیثیت سے پیش فرمایا۔ قرآن مجید کا مقدس، صاف اور نکھرا ہوا حقیقی چہرہ نورِ وحی اور نورِ فراست سے نمایاں کیا۔ زبردست دلائل و براہین دیئے کہ اس پاک کتاب کا ایک ایک نقطہ اور شعشہ قیامت تک کے لئے محفوظ اور قابلِ عمل ہے۔ وہ ہر قسم کے شیطانی تصرف اور دست برد سے کلیۃً پاک اور محفوظ ہے۔ سنت و حدیث اس پر قاضی نہیں بلکہ وہ ان سب کا پیشوا ہے۔ وہ مجمل کتاب نہیں مفصل کتاب ہے جس کی سطر سطر ایک اعجازی، ابلغ، ارفع اور محکم نظامِ روحانی سے مربوط ہے۔ اس میں کوئی قصہ یا داستان موجود نہیں اور بظاہر جو واقعات اس میں درج ہیں ان کے پس پردہ غیبی خبروں کا ایک غیر متناہی

---

[1] الجمعہ آیت ۴۔ [2] الاعراف آیت ۱۵۹۔

سلسلہ موجود ہے۔ آپؑ نے اپنے روحانی تجربات و مشاہدات کی بنا پر نیچری خیالات کی دھجیاں بکھیر دیں اور ثابت کیا کہ قرآن مجید اوّل سے آخر تک کلام اللہ ہے۔ مدتوں سے علمائے ظواہر کا ایک طبقہ حکیم الملّت[1] حضرت سیّد ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی کی ذات سے اسلئے پرخاش رکھتا تھا کہ انہوں نے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی "بدعت" کیوں رائج کی مگر حضرت مہدی موعودؑ نے بحیثیت حَکَم عدل فیصلہ فرمایا کہ قرآن مجید کا ترجمہ جاننا ضروری ہے[2] نیز آپؑ نے اپنے قلم مبارک سے صدہا قرآنی آیات کا نہایت رواں، شستہ اور دلآویز با محاورہ ترجمہ کیا اور قرآن مجید کے ٹھیک ٹھیک مفہوم کو واضح کرنے کے لئے زبان اردو کے برجستہ اور برمحل الفاظ اور محاورے استعمال کئے۔ آپؑ کا ترجمہ نہ صرف نہایت واضح، غایت درجہ لطیف اور شاندار حقائق و معارف سے لبریز ہے بلکہ اپنے اندر القائی رنگ رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اپنی ذات میں بھی مستقل برکات کا حامل ہے۔

الغرض حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی نسبت سے قرآنی تفسیر اور ترجمہ کی دنیا میں ایک نئے اور انقلابی دَور کا آغاز ہوتا ہے جس کی تفصیلات پر ضخیم کتابیں بھی لکھی جائیں تو ہرگز مکتفی نہیں ہو سکتیں۔

---

[1] حضرت مہدی موعودؑ نے اپنی کتاب اتمام الحجۃ میں اسی خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ [2] ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد پنجم صفحہ ۳۲۶ الناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ۔

کلام اللہ کا شرف اور حضرت مصلح موعودؓ

قرآن شریف کے معارف دقیقہ، علوم حکمیہ اور بلاغت کاملہ کا یہ دریا سے فیض خدائے عزّ وجل کی پاک بشارتوں کے مطابق آپؑ کے بعد اس زکی غلام مقدس روح رکھنے والے رجز سے پاک اور مبارک وجود میں منتقل ہوا جسے حسن و احسان میں آپ کا نظیر بتلایا گیا تھا اور "کلام اللہ کا شرف" جس کے ساتھ ازل سے وابستہ تھا۔[1]

میری مراد سیّدنا و امامنا و مرشدنا حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ سے ہے جن کی زندگی کا ایک ایک سانس خدمت قرآن اور اشاعت قرآن کے لئے وقف رہا اور جن کے پیدا کردہ بلند پایہ اسلامی و قرآنی لٹریچر کی عظمت و اہمیت کا اقرار غیر از جماعت محقق علماء کو بھی ہے۔ چنانچہ صدق جدید کے مدیر شہیر مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے حضورؓ کے وصال پر تحریر فرمایا:-

"قرآن و علوم قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا اللہ انہیں صلہ دے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز

---

[1] ملاحظہ ہو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۱۳۶، ۱۴۲)

مرتبہ ہے۔"

(صدق جدید ۱۰ر نومبر ۱۹۶۵ء)

تفسیر صغیر ــــ ایک بے مثال علمی و دینی شاہکار

اس تعلق میں حضور پُر نور کی آخری معرکۃ الآراء تصنیف تفسیر صغیر ایک لاجواب اور بے مثال علمی و دینی شاہکار ہے۔ یہ تفسیر پہلی بار دسمبر ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی اور اب تک اس کے چار لیتھو اور دو نہایت اعلیٰ درجہ کے عکسی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور خدا کے فضل سے قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ اخبار امروز لاہور نے اپنی ۳۰ مئی ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں اس پر یہ تبصرہ لکھا:۔

"یہ تفسیر احمدیہ جماعت کے پیشوا الحاج مرزا بشیر الدین محمود مرحوم کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ قرآن کے عربی متن کے اردو ترجمے کے ساتھ کئی مقامات کی تشریح کے لئے حواشی اور تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ ترجمے اور حواشی کی زبان نہایت سادہ اور آسان فہم ہے۔ تفسیر صغیر حسنِ کتابت اور حسنِ طباعت کا مرقع ہے۔"

رسالہ سیارہ ڈائجسٹ (جلد دوم) نے "قرآن مجید کے اُردو تراجم و تفاسیر" کے زیر عنوان چالیسویں نمبر پر اس بے نظیر تالیف کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کرایا۔

"۴۰۔ بشیر الدین محمود احمد مرزا خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ ترجمہ قرآن مع تفسیر صغیر۔ لاہور نقوش پریس ۱۹۶۶ء۔ کیفیت ۱۹۶۶ء میں بہترین ایڈیشن آرٹ پیپر پر بڑی نفاست سے چھپا۔ صفحہ دو کالمی ہے۔ ایک میں متن دوسرے میں ترجمہ۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۵۶ء میں ربوہ سے شائع ہوا۔[1]"

تفسیر صغیر کا بامحاورہ اردو ترجمہ جو اس مقالہ کا موضوع خاص ہے اپنی بے مثل اور امتیازی شان کے باعث عالم کبیر قرار دیا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا ؎

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

تفسیر صغیر ربانی قوت و طاقت سے معرض وجود میں آئی

اگر ہم واقعاتی نقطۂ نگاہ سے غور کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ تفسیر صغیر کا معرض وجود میں آنا تراجم قرآنی کی دنیا کا ایک غیر معمولی اور ناقابلِ فراموش واقعہ ہے جس کے پیچھے ربانی قوت و طاقت صاف طور پر کارفرما نظر آتی ہے۔

وجہ یہ کہ اس مبارک تالیف کے وقت سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی عمر مبارک اڑسٹھ سال کے قریب تھی جو جنوبی ایشیا کے ماحول میں بڑھاپے کی عمر سمجھی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں دو سال پہلے حضورؓ پر ایک قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا جس کے اثرات ابھی باقی تھے کہ ۱۹۵۵ء میں آپ کی علالت انتہائی تشویشناک صورت اختیار کر گئی اور حضور کو بغرض علاج یورپ تشریف لے جانا

---

[1] سہو کاتب ہے۔ ۱۹۵۷ء چاہیئے (ناقل)

پر ۱۔ سفر یورپ پر روانگی سے قبل حضور نے احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں تحریر فرمایا کہ:۔

"میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے خدا ابھی تک تیرا قرآن صحیح طور پر نہیں پہنچا اور قرآن کے بغیر نہ اسلام ہے نہ مسلمانوں کی زندگی۔ تو مجھے پھر سے توفیق بخش کہ میں قرآن کے بقیہ حصہ کی تفسیر کر جاؤں اور دنیا پھر ایک لمبے عرصے کے لئے قرآن شریف سے واقف ہو جائے اور اس پر عامل ہو جائے۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء صا)

خدا تعالیٰ کے اس محبوب بندہ کی اس پُر سوز دعا نے عرش الٰہی کو ہلا دیا۔ خدا کی رحمت یکایک جوش میں آگئی اور بڑھاپے کے مستقل عوارض اور دوسری بیماریوں نیز انتہائی جماعتی مصروفیتوں اور رکاوٹوں کے باوجود چند ماہ کے اندر اندر پورے قرآن کے مطالب پر مشتمل نہایت مختصر مگر جامع و مانع تفسیر نہ صرف مرتب ہوئی بلکہ چھپ کر شائع بھی ہو گئی۔ یہ گویا ایک الٰہی تمغہ، ایک روحانی تاج اور ایک آسمانی خلعت تھی جو اللہ جلشانہٗ کی طرف سے کلام اللہ کے شرف اور مرتبہ کے اظہار کے لئے حضرت مصلح موعود سیدنا محمود رضی اللہ عنہ کو عطا کی گئی۔

اس شہرہ آفاق ترجمہ کے محاسن و کمالات کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں تاہم اصولی طور پر اس کے حسب ذیل تین کمالات بالکل نمایاں نہیں اور سرسری مطالعہ سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں:۔

۱۔ **معنوی کمالات** (یعنی قرآن مجید کی روح اور اس کے مفہوم کو اردو میں منتقل کرنے کے کمالات)

۲۔ **لغوی کمالات** (یعنی وہ کمالات جو عربی لغت کی روشنی میں ہمارے سامنے آتے ہیں)

۳۔ **ادبی کمالات** (یعنی ترجمہ کے لئے اردو زبان کے موزوں، شستہ اور فصیح الفاظ کے انتخاب سے متعلق کمالات جن سے اس کے بلند پایہ اور بامحاورہ ترجمہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے)

فصل اوّل

معنوی کمالات کے بیان میں

قرآن کا ترجمہ قرآن کی روشنی میں

حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"سب سے اوّل معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیئے۔ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے اس کی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد خود اس میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنے کریں تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے دوسرے

شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں بلکہ ان معنی کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ معنے بالکل باطل ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بیّنہ کا اس کا مصدّق ہو۔"

(برکات الدعا طبع دوم صفحہ ۱)

سیّدنا حضرت امام مہدی معہود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشاد مبارک کی روشنی میں ترجمہ تفسیر صغیر کا بنیادی اصول یہی ہے کہ قرآن مجید کو سب سے اوّل قرآن مجید ہی سے حل کیا جائے اور متشابہات کے معنے محکم آیات کے ماتحت لا کر کئے جائیں۔ اس حقیقت کی وضاحت کے لئے بطور نمونہ چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں[1]

مثال ۱ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (البقرہ آیت ۷)

(ترجمہ تفسیر صغیر) "ایسے لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے (اور) تیرا اُن کو ڈرانا یا نہ ڈرانا اُن کے لئے یکساں (اثر پیدا کرتا) ہے (جب تک وہ اس حالت کو نہ بدلیں) ایمان نہیں لائیں گے۔"

یہ ترجمہ قرآن مجید کی اُن تمام آیات سے مطابقت رکھتا ہے جن میں آئندہ کفار کے فوج در فوج حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی خبر دی گئی ہے (سورۃ النصر) اس ترجمہ کی یہ بھی خوبی ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس پر وہ اعتراض پیدا ہی نہیں ہوتا ہے جو خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ کی اگلی آیت کی بنا پر دشمنانِ قرآن مثلاً پنڈت دیانند وغیرہ نے بڑی شدّ و مدّ سے کیا ہے۔

(دوسرے تراجم): "بے شک جو لوگ کفر (اختیار) کئے ہوئے ہیں اُن کے حق میں یکساں ہے خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا آپ انہیں نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے (مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید)۔ "(اے پیغمبر) جن لوگوں نے (قبولِ اسلام سے) انکار کیا اُن کے حق میں یکساں ہے کہ تم ان کو (عذابِ الٰہی سے) ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ تو ایمان لانے والے ہیں ہی نہیں۔" (شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی) "بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے اُن کے حق میں خواہ آپ اُن کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے" (شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قادری چشتی)۔ "جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو اُن کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے" (مولانا فتح محمد صاحب جالندھری) "بے شک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہ لائیں گے" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)۔ "جن لوگوں نے (ان باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا اُن کے لئے یکساں ہے خواہ تم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو بہرحال وہ ماننے والے نہیں

---

[1] اس مقالہ میں آیاتِ قرآنی کے نمبر تفسیر کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

ہیں۔" (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

مثال ۔۲ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔ (حٰم السجدہ آیت ۳۸) یعنی نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ صرف اللہ کو جس نے ان دونوں کو پیدا کیا ہے سجدہ کرو اگر تم سچے موحد ہو۔

اِس قرآنی وضاحت کی روشنی میں تفسیر صغیر میں وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (البقرہ آیت ۳۵) کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے "اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو۔ پس انہوں نے تو فرمانبرداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی)۔"

عربی زبان میں سجدہ کے معنے ظاہری سجدہ کرنے کے علاوہ فرمانبرداری کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

پس جناب الٰہی کی طرف سے فرشتوں کو آدمؑ کے لئے ظاہری سجدہ کا نہیں اطاعت ہی کا حکم دیا جاسکتا تھا۔

(دوسرے تراجم) :۔" اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی امام اہلسنت)

مثال ۔۳ قرآن عظیم نے جس خدا کا تصور پیش کیا ہے وہ قدوس ہے یعنی پاک اور سب خوبیوں کا جامع ۔ (الجمعہ آیت ۲)

ترجمہ تفسیر صغیر میں خدا تعالیٰ کی صفت قدوسیت کا رنگ پوری شان سے جلوہ گر نظر آتا ہے ۔ اس سلسلہ میں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(الف) آیت قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا (یونس آیت ۲۲)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :۔" تو (انہیں) کہہ (کہ اس کے مقابل پر) اللہ کی تدبیر تو بہت ہی جلد (کارگر) ہوا کرتی ہے۔"

(دوسرے تراجم) :۔" ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔" (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

" آپ کہہ دیجئے اللہ چالوں میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہے۔" (مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی)

مثال ۔۴ آیت وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (آل عمران آیت ۵۵)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :۔" اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

(دوسرے تراجم) :۔" اور اللہ کا داؤ (سب سے) بہتر ہے۔" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

مثال ۔۵ قرآن مجید عصمت انبیاء کے مضمون سے بھرا پڑا ہے ۔ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر آیت ۴۳) یعنی جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا (یعنی شیطان کا) کبھی تسلط نہیں ہوگا۔

دوسری جگہ لکھا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ (الحج آیت ۵۳)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے پہلی آیت کی رہنمائی سے دوسری آیت میں القائے شیطان سے مراد اس کی پیدا کردہ مشکلات مراد لی ہیں اور یہ ترجمہ فرمایا ہے کہ :۔

"اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی شیطان نے اس کی خواہش کے رستہ میں مشکلات ڈال دیں۔"

ان معنوں نے ان تمام اختراعی روایات پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا ہے جن میں ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر شیطانی القاء کی تہمت لگائی گئی اور جو دشمنانِ اسلام کی سوچی سمجھی سازش سے اسلامی لٹریچر میں بھی راہ پا گئی ہے۔

(دوسرے تراجم) :۔"ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔" (مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری)

مثال ۔۶ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے ۔ حَتّٰٓی اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (یوسف آیت ۱۱۱)

تفسیرِ صغیر میں آیت کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ :۔

"اور جب (ایک طرف تو) رسول (ان کی جانب سے) ناامید ہو گئے اور (دوسری طرف) ان (منکروں کا) یہ پختہ خیال ہو گیا کہ ان سے (وحی کے نام پر) جھوٹی باتیں کہی جا رہی ہیں۔"

یہ ترجمہ سورہ یوسف آیت ۸۸ کی روشنی میں کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

(دوسرے تراجم) :۔"یہاں تک کہ پیمبر مایوس ہو ہو گئے ہیں اور گمان کرنے لگے کہ ان سے غلطی ہوئی۔"

(مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی)

"یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔"

(مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

"یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے۔"

(مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری)

مثال ۔۷ آیت قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (الانبیاء آیت ۶۴)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :۔"(ابراہیم نے) کہا کہ (آخر) کسی کرنے والے نے تو یہ کام ضرور کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا بُت سامنے کھڑا ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے (یعنی اس بُت سے بھی اور دوسرے بُتوں سے بھی) پوچھ کر دیکھو۔"

قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صِدِّيْقًا نَّبِيًّا کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ مندرجہ بالا ترجمہ اسی نظریہ کی تائید میں کیا گیا ہے جس سے ان تمام روایات کی تغلیط ہو جاتی ہے جن میں اس جلیل القدر پیغمبر پر جھوٹ کے شرمناک الزامات عائد کئے گئے ہیں۔

(دوسرے تراجم) :۔"اس نے جواب دیا بلکہ یہ سب کچھ ان کے سردار نے کیا ہے انہی سے پوچھ لو

اگر یہ بولتے ہیں۔" (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

مثال ۸ آیت وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا (یوسف آیت ۲۵)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :- "اور اس عورت نے اس کے متعلق (اپنا) ارادہ پختہ کر لیا اور اس (یوسفؑ) نے اس کے متعلق (اپنا) ارادہ (یعنی اس سے محفوظ رہنے کا) پختہ کر لیا۔"

اس پُر معارف ترجمہ کی حقانیت پر اگلا حصہ آیت شاہدِ ناطق ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو تقدس کے اس مقام بلند پر پہنچے ہوئے تھے جہاں ربّ ذوالجلال کے بُرہان کا جلوہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ پس ایسا مقدس انسان جو انوارِ الٰہی کا مہبط ہو وہ کسی بد خیال میں مبتلا ہی کب ہو سکتا ہے؟

(دوسرے تراجم) :- "اور اس (عورت) کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور انہیں بھی اس (عورت) کا خیال ہو چلا تھا۔"

(مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی)

"اور اس عورت نے اُن کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا۔" (مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری)

"اور اس عورت کے دل میں تو اس کا خیال جم ہی رہا تھا اور اُن کو بھی اُس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔"

(مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قادری چشتی)

مثال ۹ آیت قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ (الحجر آیت ۷۲)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :- "اُس نے کہا (کہ) اگر تم نے (میرے خلاف) کچھ کرنا (ہی) ہو تو یہ میری بیٹیاں (تم میں موجود ہی) ہیں (جو کافی ضمانت ہیں)۔"

اس ترجمہ سے حضرت لوط علیہ السلام کا پیغمبرانہ انداز اور دشمنانِ حق کی سیاسی چالبازی دونوں کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔

(دوسرے تراجم) :- "بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہو۔"

(مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

مثال ۱۰ آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح آیت ۳)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :- "جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تیرے متعلق کئے گئے وہ گناہ بھی جو پہلے گزر چکے ہیں ڈھانک دے گا اور جو ابتک ہوئے نہیں (لیکن آئندہ ہونے کا امکان ہے) اُن کو بھی ڈھانک دے گا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم الوہیت تھے جن کا آنا خدا کا آنا، جن کا ہاتھ خدا کا ہاتھ، جن کی بیعت خدا کی بیعت اور جن کا ظہور خدا کا ظہور تھا — (انفال ع۲ - فتح ع۱) آپؐ کا وجود مبارک مزکی اعظم تھا (الجمعہ ع۱) اور آپؐ کی برکت سے ظلمات نور میں بدل گئے (احزاب ع۶) پس آپؐ کی ذات سے کسی ادنیٰ ترین گناہ کا بھی تصور نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا رقم فرمودہ ترجمہ قرآنی روح اور مزاج کے بالکل مطابق ہے۔

(دوسرے تراجم) :- "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی (سب) اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔" (مولانا عبد الماجد

صاحب دریا بادی) ۔ "تا معاف کرے تجھ کو جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔" (شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب)

مثال ۔۱۱ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم آیت ۳)

یعنی تمہارا ساتھی نہ رستہ بھولا ہوا ہے نہ گمراہ ہوا ہے۔"

حضرت مصلح موعودؓ نے اسی ارشادِ ربانی کے مدنظر آیت وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ) کا کیا نفیس، پاکیزہ اور رُوح پرور ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"اور (جب) اس نے تجھے (اپنی قوم کی محبت میں) سرشار دیکھا تو (ان کی اصلاح کا) صحیح راستہ تجھے بتا دیا۔"

اس ترجمہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسلِ انسانی کے محسنِ اعظم اور ربِ کریم کے سب سے بڑے محبوب ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(دوسرے تراجم):- "اور تم کو دیکھا کہ (راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے) بھٹکے (پھر رہے) ہو۔" (شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی)

"اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔" (شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب)

مثال ۔۱۲ آیت وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر آیت ۶)

(ترجمہ تفسیر صغیر):- "اور شرک کو مٹا ڈال۔"

عربی میں رُجز شرک کے لئے اور ھجر کاٹ ڈالنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی عظمت کے مدنظر حضرت مصلح موعودؓ نے یہی معنے انتخاب فرمائے ہیں۔

(دوسرے تراجم):- "اور بتوں سے دُور رہو۔" (مولانا احمد رضا خان صاحب "امام اہلسنت")

"اور بتوں سے الگ رہو۔" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

"اور گندگی سے دُور رہو۔" (مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قادری)

"اور بتوں سے الگ رہئے۔" (مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی)

"ناپاکی سے دُور رہو۔" (مولانا فتح خان صاحب جالندھری)۔

مثال ۔۱۳ آیت ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (النجم آیت ۹)

(ترجمہ تفسیر صغیر):- "اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کرکے خدا سے ملنے کے لئے) اس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں) اُوپر سے نیچے آ گیا۔"

(دوسرے تراجم):- "پھر قریب آیا پھر اُوپر معلق ہو گیا۔" (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

"پھر وہ (فرشتہ) آپ کے نزدیک آیا۔ پھر اور نزدیک آیا۔ (مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی)

مثال ۔۱۴ آیت اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ (یٰس آیت ۵۶)

(ترجمہ تفسیر صغیر):- "جنتی لوگ اس دن ایک اہم

کام (یعنی ذکر الٰہی) میں مشغول ہوں گے۔" حضرت مصلح موعودؓ نے "اہم" کے معنے شُغُلٍ کی تنوین سے نکالے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جنت خدا کی رضا اور لقاء کی تجلی گاہ ہے جہاں بہشتی لوگ ہر وقت اور ہر لحظہ خدا کے ذکر میں مصروف رہیں گے اور ان کی ترقیات غیر متناہی ہوں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم آیت ۹) یعنی ان کا نور قیامت کو اُن کے آگے اور اُن کے داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جنتیوں کا اپنے نور کو کمال تک پہنچنے کے لئے دعاؤں میں مصروف رہنا اشارہ کرتا ہے کہ اہل جنت مجسم دعا بن جائیں گے اور ان کی خوشیوں اور مسرتوں کا سب راز دعا ہی میں پنہاں ہوگا۔ جو اُن کی دائمی زندگی کا اصل مقصد اور تخلیقِ انسانی کی غرض و غایت ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذٰریٰت آیت ۵۷)

الغرض حضرت مصلح موعودؓ کا مندرجہ بالا ترجمہ دوسری آیاتِ قرآن مجید کے عین مطابق ہے۔

(دوسرے تراجم):۔ "بے شک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں۔" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قادری چشتی)

"اہل جنت بے شک اس دن اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے۔" (مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قادری چشتی و مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی)

"تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے۔" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

"آج جنتی لوگ مزے کرنے میں مشغول ہیں۔" (مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی بانی جماعت اسلامی)

"جنت والے اس دن ایک کام میں لگے ہوئے خوش ہوں گے۔" (مولانا محمد علی صاحب امیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔" (مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری)

مثال ۵۰ | عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (البقرہ آیت ۱۸۸)

(ترجمہ تفسیر صغیر):۔ "اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اس لئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔"

قرآن مجید نے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت و رفعت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات چھوڑ کر خدا کی رضا کو مقدم کر لیا۔ نتیجتاً اور خدا کی رضوان کا تاج ان کے سروں پر رکھا گیا (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ آیت ۱۰۰) وہ شرک سے پاک، اللہ کے مطیع اور

ہر دم اس کی رضا کی جستجو میں زندگی گزارنے والے بزرگ تھے (تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ الفتح آیت ۳۰)

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں تفسیر صغیر کا مذکورہ ترجمہ اس شان کا ہے کہ روح و قلب وجد کر اُٹھتے ہیں اور صحابۃ النبیؐ پر بے ساختہ درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے اللّٰھمّ صلّ علی محمّدٍ واٰل محمّدٍ۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں "تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ کے معنے اپنے نفسوں کی حق تلفی کرنے کے بھی ہوتے ہیں اور وہی معنے ہم نے اس جگہ کئے ہیں کیونکہ وہ صحابہ کی شان کے مطابق ہیں اور مطلب یہ ہے کہ گو یہ حکم شرعی نہیں تھا مگر پھر بھی تم اپنی جانوں کو تکلیف میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اب ہم نے شرعی حکم بتا دیا ہے تاکہ تم خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو۔"

"عفا اللہ عنك کے معنے ہیں اصلحك اللہ و اعزك یعنی اللہ تیرے کاموں کو درست کرے اور تجھے عزت دے (اقرب) ہم نے اسی محاورہ کے مطابق عفا عنکم کے معنے یہ کئے ہیں کہ اللہ نے تمہاری اس حالت کی اصلاح کر دی۔"

(دوسرے تراجم) :- "اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا۔" (مولانا احمد رضا خاں صاحب قادری چشتی "امام اہلسنت")

" اللہ کے علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہی کہ تم اپنے اندر ایک بات کا خیال رکھ کر، پھر اس کی بجا آوری میں خیانت کر رہے ہو (یعنے تم اپنے ضمیر کی خیانت کر رہے ہو کیونکہ اگرچہ اس بات میں برائی نہ تھی مگر تم نے خیال کر لیا تھا کہ برائی ہے) پس اس نے (اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس غلطی کے لئے جوابدہ نہیں ٹھہرایا) تمہاری ندامت قبول کر لی اور تمہاری خطا بخش دی۔" (امام الہند مولانا ابوالکلام صاحب آزاد)

" اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے مگر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا۔" (مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بانی جماعت اسلامی)

" خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔"
(مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قادری چشتی)

مثال-۱۶ | آیت وَیَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ آیت ۲۲۰)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :- "اور وہ (لوگ) تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ (یعنی سائل) کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔"

قرآن مجید ایک دائمی شریعت ہے اسلئے اس کے پیش کردہ لازمی نظام زکوٰۃ، نظام وراثت اور انفاق فی سبیل اللہ کے طوعی رستے قیامت تک کھلے رہیں گے۔ اسلئے عفو کے لغوی معنوں میں سے انہی معنوں کا انتخاب کرنا چاہیئے جو اس مقام کے سیاق و سباق

سے مطابقت رکھتے ہیں اور وہی معنے حضرت مصلح موعودؓ نے لفظ عفو کے کئے ہیں یعنی جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں :۔

"عفو کے تین معنے ہوتے ہیں (۱) خیار الشئی واطیبہٗ یعنی سب سے اچھی اور پاکیزہ شے (۲) ما یفضل عن النفقۃ ولا عسر علیٰ صاحبہ فی اعطائہ جو اپنے ضروری خرچ سے بچ جائے اور دینے والے کو اس کے دینے سے تکلیف نہ پہنچے (۳) یقال اعطیتہ عفوا المال ای بغیر مسئلۃ یعنی عفو کے معنے بغیر مانگے دینے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب) پہلے بھی ایسا ہی سوال گزر چکا ہے اور وہاں جواب دیا تھا کہ جو بھی حلال وطیب مال خرچ کرو مناسب ہے - وہاں اقسام صدقہ کے متعلق سوال تھا - یہاں کمیت کے متعلق سوال ہے یعنی کتنا دیں۔ سو اس کے جواب میں عفو کا لفظ استعمال کیا جو دو معنے رکھتا ہے اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں - جن کی ایمانی حالت ادنیٰ ہے اُن کے لئے یہ معنے ہیں کہ اس قدر صدقہ کرو کہ بعد میں تمہارے ایمان میں تزلزل نہ آئے اور تم دُکھ میں نہ پڑ جاؤ۔ دُکھ میں پڑنے کے اس جگہ یہ بھی معنے ہیں کہ بعد میں لوگوں سے مانگتا نہ پھرے یا یہ کہ دین اور ایمان کو صدمہ نہ پہنچے ..... دوسرا گروہ متوکلین کا ہے ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے مال کا بہترین حصہ خدا کی راہ میں دو - ان لوگوں کا چونکہ ایمان مضبوط ہوتا ہے ان کا حکم دوسرے مومنوں سے الگ ہے لیکن یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں کا حکم ایک ہی لفظ میں بیان کر دیا۔"

(دوسرے تراجم) :۔ "اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں - کہدے جو بچے اپنے خرچ سے" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

"اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے" (مولانا احمد رضا خان صاحب)

"پوچھتے ہیں ہم راہِ خدا میں کیا خرچ کریں - کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو۔" (مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی)

مثال - ۱۷

آیت اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا (التحریم آیت ۵)

(ترجمہ تفسیر صغیر) :۔ "تم دونوں کے دل تو پہلے ہی اس بات کی طرف جھکے ہوئے ہیں"

یہ آیت ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے جن کو کلام الہٰی میں مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ اور جن کا پاکیزہ اور اعلیٰ اور قابلِ رشک نمونہ ہونا اشارۃ النص سے ثابت ہے (الاحزاب آیت ۳۴ - ۳۵)۔ لغت میں "صغیٰ الیہ" کے معنی مَالَ یعنی جھکنے کے ہیں (مفردات) پس حضرت مصلح موعودؓ کا ترجمہ قرآن اور

لغت دونوں کے عین مطابق ہے۔

(دوسرے تراجم) :- "ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی امام اہلسنت) "دونوں نے کجراہی اختیار کی ہے۔" (شمس العلماء ڈپٹی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی) "تمہارے دل کج ہو گئے ہیں۔" (مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری)

فصل دوم

لغوی کمالات کے بیان میں

حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لغاتِ عرب کو قرآن مجید کے صحیح ترجمہ اور تفسیر کیلئے ایک بنیادی معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :-

"پانچواں معیار لغتِ عرب بھی ہے لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قائم کر دیئے ہیں کہ چنداں لغاتِ عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں۔ ہاں موجب زیادتِ بصیرت بے شک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرارِ مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔" (برکات الدعا طبع دوم صفحہ ۱۱)

حضرت امیر المومنین المصلح الموعودؓ عہدِ حاضر کے وہ عظیم مترجم ہیں جنہوں نے نہ صرف وسیع پیمانے پر تحقیق و تفحص اور چھان بین کے بعد ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا بلکہ اپنے ترجمہ کے فلسفے پر ساتھ کے ساتھ بلیغ روشنی ڈال کر کتاب رحمان پر ایمان لانے والوں کیلئے عرفان کی نئی سے نئی راہیں روشن کی ہیں اور اسرارِ مخفیہ کے نئے چراغ جلائے ہیں۔ علاوہ ازیں نہایت سختی سے یہ التزام بھی کیا ہے کہ لغت کے متعدد معانی میں سے انہی معنی کا انتخاب کیا جائے جو سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں اور اس سلسلے میں عربی کے مشہور و متداول اور مستند لغات مثلاً اقرب الموارد، مفردات راغب، تاج العروس، منتہی الادب، لسان العرب اور فقہ اللغۃ الثعالبی کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے۔

ترجمہ تفسیر صغیر کے لغوی محاسن میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں لغت کے ساتھ ساتھ قواعد صرف و نحو کی پابندی کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے شروع زمانۂ خلافت ہی سے جماعت کے سامنے اپنا یہ مسلک پیش فرمایا تھا کہ ترجمۂ قرآن کے وقت صرف و نحو کے خلاف معنی کرنا ہرگز صحیح نہیں۔ چنانچہ حضورؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء کی تقریر کے آخر میں ترجمۂ قرآن کے جو سات اصول بیان فرمائے اُن میں چوتھے نمبر پر یہ اصول بتایا:-

"جو معنی صرف و نحو کے خلاف ہوں وہ کبھی نہ کرو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو صرف و نحو کی کیا پرواہ ہے، وہ کسی کے بنائے ہوئے قاعدوں کا پابند نہیں ہے۔ لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ کو تو پرواہ نہیں ہے لیکن ہم انسانوں کو تو ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی

کلام ایسا نہیں ہے جو تم سمجھ سکیں تو اس کا فائدہ کیا" (برکاتِ خلافت صفحہ ۱۳)

ترجمہ تفسیر صغیر میں لغاتِ عرب اور قواعدِ صرف و نحو کا جو خاص اہتمام کیا گیا ہے ذیل میں اسکے چند نمونے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

اِستہزاء ۔ عربی زبان میں جزائے جرم کے لئے بھی اس جرم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر صغیر میں اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ (البقرہ آیت ۱۶) کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ "اللہ انہیں (ان کی) ہنسی کی سزا دے گا"

حضرت امام راغبؒ نے اپنی مفردات میں اس آیت کریمہ کا یہی مطلب لکھا ہے ورنہ لفظی ترجمہ کرنے سے حضرتِ احدیت جلشانہ کی ذاتِ اقدس پر سخت حرف آتا ہے۔

(دوسرے تراجم) :۔ "اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے" (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

"اللہ تعالیٰ ہی استہزاء کر رہے ہیں ان کے ساتھ" (مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی)

"اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی)

"حقیقت یہ ہے کہ خود انہی کے ساتھ تمسخر ہو رہا ہے" (مولانا ابوالکلام صاحب آزاد)

"اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے" (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

"یہ لوگ مسلمانوں کو کیا بنائیں گے حقیقت میں) اللہ ان کو بناتا ہے" (شمس العلماء مولانا ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی)

"انہیں اللہ بنا رہا ہے" (مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید)

صُرْهُنَّ اِلَيْكَ ۔ البقرہ آیت ۲۶۱ میں آتا ہے:۔

"فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ" چونکہ صُر کے معنے مفردات اور اقرب الموارد میں قتل کرنے کے علاوہ سدھانے کے بھی لکھے ہیں اسلئے حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ان کو اپنے ساتھ سدھا لے۔ یہ معنے سیاقِ قرآن کے بھی مطابق ہیں جس پر لفظ اِلیٰ کا قرینہ موجود ہے۔ کیونکہ یہ کہنا بے معنی ہے کہ پھر ان کو اپنی طرف قتل کر۔

(دوسرے تراجم) :۔ "اپنے پاس منگا لو (اور ٹکڑے ٹکڑے کرا دو)" (مولانا فتح محمد صاحب جالندھری)

بَصَآئِرُ ۔ بَصِيْرَةٌ کی جمع ہے جس کے معنے دلیل کے ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مصلح موعودؓ نے الاعراف آیت ۲۰۴ میں بصائر کا ترجمہ "دلائل سے پُر" کے الفاظ سے کیا ہے جو بہت لطیف ہے۔

(دوسرے تراجم) :۔ "یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی امام اہلسنت)

سَلَامًا اور **سَلَامٌ** ۔ سورہ ہود آیت میں لکھا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرَاهِيْمَ

بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ۔

تفسیر صغیر میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:۔

"اور ہمارے فرستادے یقیناً ابراہیم کے پاس خوشخبری لائے تھے (اور) کہا تھا (ہماری طرف سے آپ کو) سلام ہو۔ اس نے کہا (تمہارے لئے بھی ہمیشہ کی) سلامتی ہو"

آنے والے مہمانوں نے سلامًا کہا جو جملہ فعلیہ نسلّم سلامًا کا اختصار اور عارضی دعا کا آئینہ دار ہے مگر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلامٌ کہا جو جملہ اسمیہ ہے اور مستقل دعا پر دلالت کرتا ہے۔ تفسیر صغیر کے ترجمہ میں اس فرق کو نہایت خوبی سے نمایاں کیا گیا ہے جس سے آنے والوں اور ابراہیم علیہ السلام کے مقام و منصب کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔

(دوسرے تراجم):۔ "اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس مژدہ لیکر آئے۔ بولے سلام کہا سلام" (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی)

"ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر آئے تھے انہوں نے کہا تم پر سلامتی ہو۔ ابراہیم نے کہا تم پر بھی سلامتی" (مولانا ابوالکلام صاحب آزاد)

"ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لئے ہوئے پہنچے۔ کہا تم پر سلام ہو۔ ابراہیم نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو" (مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

فصل سوم

دُنیا بھر کے ماہرین لسانیات اس نظریہ پر متفق ہیں کہ کسی زبان کے بظاہر ہم معنی اور مترادف الفاظ بھی درحقیقت ایک مفہوم نہیں رکھتے اور ان کے محلِ استعمال اور رُوح میں ضرور کوئی نہ کوئی فرق پایا جاتا ہے۔ برصغیر کے ایک ادیب و فاضل جناب طالب الہ آبادی "مقدمہ ادب اُردو" میں لکھتے ہیں:۔

"اگر غور سے دیکھئے تو کسی زبان میں کوئی دو لفظ مرادف یا ہم معنی نہیں ہو سکتے۔ یہ ممکن ہے کہ وہی خیال ایک سے زیادہ الفاظ میں ادا ہو سکے مگر ہر لفظ میں کوئی لطیف و مخصوص خوبیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً نوازش، عنایت، مہربانی، کرم، احسان، لطف، قریب المعنی تو ہیں مگر ہر لفظ کی معنوی شان، خاص اثر، مخصوص موسیقی جدا جدا ہے اور محلِ استعمال بھی مخصوص و مختلف ہے۔"

"ان کا فرق آسان نہیں۔ اس فرق کے لئے اور ہر لفظ کی مکمل تاریخ یعنی پیدائش، نشوونما، استعمال، اثرات، ازدواج، مشتقات، ورمفاہیم مختلفہ کی تحقیق کے لئے ایک مستقل فن ہے جس کو علم اللسان کہتے ہیں۔ ادیب کا منصب سے

فرض اور ادب کا اہم ترین جوہر یہی ہے کہ مذکورہ بالا امتیازات خفی و لطیف سے پورا پورا آراستہ ہو۔ کوئی لفظ کیا، حرف کیا، نقطہ بھی اپنی جگہ سے بال کے برابر ہٹ کر استعمال نہ ہو۔" (صفحہ ۲۸، ۲۹)

جب دنیا کی عام زبانوں کے کوئی دو لفظ بھی کامل طور پر متحد المعنی نہیں تو خدا تعالیٰ کی کامل و مکمل اور آخری شریعت کی اعجازی زبان کی (جو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کی معرکۃ الآرا تحقیق کے مطابق الہامی اور اُمّ الالسنہ بھی ہے) کیا کیفیت ہوگی؟ اور پھر دوسری زبانوں میں اس کا صحیح صحیح ترجمہ کتنا دشوار ہوگا؟ اس کے متعلق کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں خصوصاً جبکہ ترجمہ اُردو جیسی زبان میں ہو جس کی تنگیٔ امانی کا چرچا ہے۔ ان حالات میں جن عشاقِ قرآن نے پاک نیت اور مخلصانہ ارادوں کے ساتھ اور محض اپنے رب جلیل کی خوشنودی کے لئے قرآن مجید کے مکمل اُردو تراجم کئے ہیں یقیناً ان کی محنت و کاوش کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور اُن کی یہ خدمت قابلِ داد اور عند اللہ اجرِ عظیم کی مستحق ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو ہزارہا انوار نمودار ہوئے ان میں یہ برکت بھی انتشارِ روحانیت اور نورانیت کے باعث ظاہر ہوئی کہ اُمتِ مسلمہ کی نیک استعدادیں جاگ اُٹھیں۔ دینی تفقہ کی صلاحیتوں اور اسکے تدبر اور تفکر کی قوتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اور جو لوگ قرآنِ عظیم کی خدمت و اشاعت کے ساتھ کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتے تھے ان کا ذہن غیر معمولی طور پر قرآن مجید کے اُردو تراجم کی طرف منتقل ہو گیا یہی وجہ ہے کہ ۱۸۸۲ء یعنی حضورؑ کے دعویٰ ماموریت سے لیکر آج تک اردو تراجم قرآن اس کثرت سے ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر اس سے قبل نہیں ملتی اور اس مبارک زبان کا دامن مالا مال ہو گیا ہے۔

بایں ہمہ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے کہ کسی ترجمہ نے قرآنی الفاظ میں پوشیدہ سب غیر محدود حقائق و معارف اور لاتعداد اسرار و غوامض اردو زبان میں سمو دیئے ہیں۔ ع

وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ہاں یہ ممکن ہے کہ خدا کے پاک کلام کا ترجمہ ایسا رواں سلیس اور شگفتہ ہو جو قرآنی روح اور عربی مزاج سے قریب تر ہونے کے ساتھ ساتھ

لہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں "شاہ (رفیع الدین) صاحب کو اس فن میں اولیت کا فخر حاصل ہے اور موجودہ زمانہ کے تمام تراجم اُن کے ترجمہ کی خوشہ چینی کر کے تیار ہوئے ہیں اور مولوی نذیر احمد صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ عربی عبارت کا مفہوم اُردو میں صحیح ادا کریں جس سے ترجمہ پڑھنے والا صرف برکت حاصل نہ کرے بلکہ کچھ مطلب بھی سمجھ جائے۔ شاہ صاحب کے بعد مولوی صاحب کی محنت قابلِ قدر ہے۔ جہاں تک اُردو مفہوم کا سوال ہے موجودہ زمانے کے تراجم اسی طرح مولوی صاحب کے ترجمہ کے خوشہ چین ہیں جس طرح شاہ صاحب کے لفظی ترجمہ کے۔"

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ کا حسین امتزاج ہو اور جس سے خدا تعالیٰ کے اس پُرشوکت اور پُرجلالی اور شاہی کلام کے تحت دلوں پر قائم ہو جائیں اور روح بے اختیار ہو کر حضرتِ احدیت کے آستانہ پر بہہ پڑے۔ یہ کمالِ تاثیر حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تفسیری ترجمہ کے بعد تفسیر صغیر کے اُردو ترجمہ کو حاصل ہے۔

ترجمۂ تفسیر صغیر کی کوثر و تسنیم سے دُھلی ہوئی پاکیزہ اور عام فہم زبان کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:۔

نمبر شمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
۱	يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (التغابن آیت ۲) آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔	پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمینوں میں۔ ("شیخ الہند" مولانا محمود الحسن صاحب)
۲	اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (الفرقان آیت ۴۹) ہم نے بادل سے پاک (وصاف) پانی اُتارا ہے۔	اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنے کا۔ (شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب)
۳	نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (البقرہ آیت ۳۱) (ہم تو وہ ہیں) جو تیری حمد کے ساتھ (ساتھ) تیری تسبیح بھی کرتے ہیں اور تجھ میں سب بڑائیوں کا اقرار کرتے ہیں۔	ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی)
۴	اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (النور آیت ۲۷) خبیث باتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں۔	گندیاں ہیں گندوں کے واسطے۔ (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)

نمبر شمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
۵	تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ آیت ۱۷) ان (مومنوں) کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہوجاتے ہیں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے)	ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)
۶	ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ (الانبیاء آیت ۶۶) اور وہ لوگ اپنے سروں کے بل گرائے گئے (یعنی لاجواب کئے گئے)	مگر پھر اُن کی مت پلٹ گئی (مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)
۷	فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (المدثر آیت ۲۰) اور وہ ہلاک ہوجائے اس نے کیسا غلط اندازہ کیا۔	سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا۔ (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)
۸	فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ (الجمعہ آیت ۱۱) تو زمین میں پھیل جایا کرو۔	تو پھیل پڑو زمین میں۔ (شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب)
۹	وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (الاحزاب آیت ۳۸) اور خدا کا فیصلہ بہرحال پورا ہوکر رہتا تھا۔	اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند)
۱۰	تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ۔ (المنافقون آیت ۶) آؤ اللہ کا رسول تمہارے لئے استغفار کرے تو وہ اپنے سر (تکبر اور انکار سے) پھیر لیتے ہیں۔	آؤ معاف کرا دے تم کو رسول اللہ مٹکاتے ہیں اپنا سر۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)

نمبرشمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
۱۱	سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۔ (النور آیت ۲) (یہ) ایک ایسی سورۃ ہے جو ہم نے اُتاری ہے اور (جس پر عمل کرنا) ہم نے فرض کیا ہے اور اس میں ہم نے روشن احکام بیان کئے ہیں۔	یہ ایک سورۃ ہے کہ ہم نے اُتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اُتاریں اس میں باتیں صاف۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۱۲	يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (یوسف آیت ۷) الٰہی باتوں کا علم تجھے بخشے گا۔	اس کو سکھائیں کچھ ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۱۳	وَحَدَآئِقَ غُلْبًا (عبس آیت ۳۱) اور اس کے ساتھ ہی گھنے باغات بھی۔	اور گھن کے باغ۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۱۴	لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (الدہر آیت ۱۴) نہ تو اس باغ میں سخت گرمی دیکھیں گے اور نہ شدید سردی۔	نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھر۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۱۵	اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (المعارج آیت ۲۰) انسان کی فطرت میں تلوّن ہے۔	بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا۔ (مولانا ابوالحسن خان صاحب)
۱۶	وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (التکویر آیت ۶) جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔	اور جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)

نمبر شمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
١٧	فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البیّنہ آیت ۴) جن میں قائم رہنے والے احکام ہوں۔	جن میں درست مضمون لکھے ہوں۔ (شاہ اشرف علی صاحب تھانوی) ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں۔ (مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی) اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
١٨	اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ (المرسلٰت آیت ۲۳) اس سائے کی طرف جاؤ جس کے تین پہلو ہیں۔	چلو ایک چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
١٩	قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان آیت ۶۴) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔	کہیں صاحب سلامت۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
٢٠	اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (النور آیت ۳۴) اگر وہ نیک رہنا چاہتی ہوں۔	اگر وہ چاہیں قید سے رہنا۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
٢١	وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔ (ص آیت ۴۶) اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو جو بڑے فعّال اور دُور اندیش تھے۔	اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔ (مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی، مولانا فتح محمد خان صاحب جالندھری)
٢٢	وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص آیت ۵) اور (اس کی صفات میں) اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔	اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)

۲۳	يَاۤ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ (الانشقاق آیت ۷) اے انسان تُو اپنے رب کی طرف پُورا زور لگا کر جانے والا ہے۔ (اور) پھر اس سے ملنے والا ہے۔	اے انسان تُو کام میں جُتا رہتا ہے اپنے پروردگار کے پاس پہنچنے تک پھر اس سے جا ملے گا۔ (مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)
۲۴	وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ (الحج آیت ۳۳) جو شخص اللہ کی مقرر کردہ نشانیوں کی عزت کرے۔	جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا۔ (مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہندؒ)
۲۵	قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ (عبس آیت ۱۸) انسان ہلاک ہو وہ کیسا ناشکر گزار ہے۔	مارا جائیو! آدمی کیسا ناشکر ہے۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۲۶	وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر آیت ۸) اور جب (مختلف) نفوس جمع کئے جائیں گے۔	اور جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۲۷	قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (الکافرون آیت ۲) تُو (اپنے زمانہ کے) کفار سے کہتا چلا جا۔	تم فرماؤ اے کافرو! (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی)
۲۸	وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ۔ (یونس آیت ۱۲) اور اگر اللہ لوگوں پر (اُن کے اعمال کی) بدی (کا نتیجہ) ان کے مال کو جلد چاہنے کی طرح جلد وارد کرتا تو (ان کی زندگی کے اختتام کی) میعاد ان پر لائی جا چکی ہوتی۔	اور اللہ لوگوں پر بُرائی واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ بھلائی کی جلدی مچاتے ہیں تو اُن کی میعاد (کبھی کی) پوری ہو چکی ہوتی۔ (مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی) **اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ بُرا معاملہ** کرنے میں بھی اتنی ہی جلدی کرتا جتنی وہ ان کے ساتھ بھلائی کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ (مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

نمبر شمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
۲۹	وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (الشمس آیت ۱۶) اور وہ (اسی طرح) ان (مکہ والوں) کے انجام کی بھی پرواہ نہیں کرے گا۔	اور اس کے پیچھا کرنے کا اس کو خوف نہیں۔ (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی)
۳۰	كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (الحج آیت ۳۷) اس طرح اللہ نے ان قربانیوں کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے تا کہ تم اللہ کی ہدایت کی وجہ سے اس کی بڑائی بیان کرو۔	اس طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۳۱	فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا (الفرقان آیت ۷۸) (اب) اس کا عذاب (تم سے) چمٹا چلا جائے گا۔	اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)
۳۲	وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا (الانبیاء آیت ۷۲) اور انہوں نے اس سے کچھ بُرا سلوک کرنا چاہا۔	وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ بُرائی کریں۔ (سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی)
۳۳	لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء آیت ۴) شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔	شاید تُو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے۔ (شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب)
۳۴	وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (الفرقان آیت ۹) ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جس کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔	کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کی۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)

نمبر شمار	آیت کریمہ مع ترجمہ تفسیر صغیر	دوسرے تراجم کے نمونے
۳۵	وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (الفرقان آیت ۳۱) اور رسول نے کہا اے میرے رب! میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔	اور کہا رسول نے اے میرے رب! میری قوم نے ٹھہرا یا ہے اس قرآن کو جھک جھک۔ (مولانا محمود الحسن صاحب)

اختتامیہ

خاتمۂ کلام میں یہ بتانا ضروری ہے کہ اسلام کا شاندار مستقبل قرآن عظیم اور اس کے صحیح تراجم بالخصوص اردو تراجم کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامّی وروحی وجنانی) آخری زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ والقوّۃ علیہ یومئذٍ بالقرآن (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۳) یعنی اس زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کو قوت و طاقت دجّال کے خلاف قرآن مجید ہی کے ذریعہ حاصل ہوگی۔ اسی طرح دلّی کے مشہور و ممتاز صوفی حضرت خواجہ میر دردؔ رحمۃ اللہ علیہ نے پیشگوئی فرمائی:۔

"اے اُردو! گھبرانا نہیں تو فقیروں کا لگایا ہوُا پودا ہے۔ خوب پھلے پھولے گی۔ تو پروان چڑھے گی۔ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ قرآن و حدیث تیری آغوش میں آکر آرام کریں گے"

(میخانۂ درد صفحہ ۱۵۳ مؤلفہ سیّد ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی)

اس پس منظر میں حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ تفسیر، حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر صغیر اور جماعت احمدیہ کے شائع شدہ یا آئندہ شائع ہونے والے تراجم کا صحیح مقام بآسانی متعیّن کیا جا سکتا ہے۔

سیّدنا و امامنا و مرشدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ (نوّر اللہ مرقدہٗ) جماعت احمدیہ کے ذریعہ عالمگیر قرآنی حکومت کے قیام کی پُر شوکت خبر دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"آج دُنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے۔ اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اٹھاتا ہو اور اس کا جواب خدا تعالیٰ مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں لیکن دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآنی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی۔ اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس وقت قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے۔ اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی ......

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و جاھدھم بہ جھاداً کبیراً (الفرقان ع ۵) اے محمد رسول اللہ! تیری سب سے بڑی تلوار قرآن کریم ہے۔ تو اسے لیکر دنیا سے سب سے بڑا جہاد کر۔ اس حکم کے ماتحت .... اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کے لئے ہمارے مبلغ بھی مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں .... ہم امید کرتے ہیں کہ یہ روحانی جہاد ان تراجم اور ان مبلغوں اور ان کے بعد آنیوالے تراجم اور مبلغوں کے ذریعہ سے اسلام کی فتح کا راستہ کھولنے کے لئے نہایت کامیاب رہے گا۔ کیونکہ ہماری کوششیں نہ صرف خدا تعالیٰ کے فیصلہ سے مل گئی ہیں بلکہ ہم یہ کام خدا تعالیٰ کے براہِ راست حکم کے ماتحت کر رہے ہیں۔" (دیباچہ تفسیر القرآن طبع دوم ص ۵)

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین +

اِک چمن زارِ لطافت ہے تفسیرِ صغیر!

(محترم چوہدری شبّیر احمد صاحب بی۔اے واقفِ زندگی)

آئینہ دارِ حقیقت ہے یہ تفسیرِ صغیر
طالبوں کے لئے نعمت ہے یہ تفسیرِ صغیر

نام محمود ہے اور کام بھی محمود ترا
تیری عظمت کی علامت ہے یہ تفسیرِ صغیر

بند اِک کوزے میں دریا کو کیا ہے تُو نے
واقعی اِک کرامت ہے یہ تفسیرِ صغیر

دلنشیں طرزِ بیاں، حُسنِ معانی روشن
اِک چمن زارِ لطافت ہے یہ تفسیرِ صغیر

دعوتِ عام ہے اہلِ خرد کو شبّیرؔ
کوئی لکھ کر تو بتائے بھلا ایسی تفسیرِ صغیر

تفسیرِ صغیر ـــــــ یا عالمِ معارفِ کبیر!

(محترم جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے بی ٹی)

ہمنشیں! گر چاہتا ہے حق سے انعامِ کبیر
دل کی آنکھوں سے کبھی دیکھ آ کے تفسیرِ صغیر!

اِک سراپا آبشارِ چشمۂ اُمّ الکتاب
بحرِ علم و حکمت و عرفاں کا اِک رخشندہ باب

اِک مکمّل شرحِ دلآرا ۔ کلام اللہ کی
اِک مجسّم روشنی ۔ حق کی تجلّی گاہ کی

وہ کلامِ پاک جو نازل ہوُا افلاک سے
جس سے انساں عرش تک پہنچا ۔ ردائے خاک سے

جس کا اِک اِک لفظ ہے تابانیٔ حُسنِ حیات
جس کے اِک اِک حرف سے کھُلتا ہے سرِّ کائنات

یہ اُسی الہامِ عالمگیر کی تفسیر ہے
اس کا اِک اِک لفظ خود اِک بحرِ عالمگیر ہے

معنی و الفاظ ہیں سیلِ معارف کا سماں
حکمت و نُور و سعادت ۔ کارواں در کارواں

ہمنشیں! یہ نقش گر تُو دل میں بٹھلانے لگے
تجھ کو باطن سے فرشتوں کی صدا آنے لگے

"کس قدر ظاہر ہے نُور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم ۔ آئینہ ابصار کا"

حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر صغیر!

(محترم جناب آفتاب احمد صاحب بسمل - کراچی)

حضرتِ مصلح موعودؓ کی تفسیرِ صغیر
ایسا انمول خزانہ ہے نہیں جس کی نظیر

یہ ہے قرآں کے معارف کی کلیدِ معنی
عہدِ حاضر کی ہے یہ سب سے اچھوتی تفسیر

اس کا ہر لفظ ہے اعجاز نمائی کی مثال
اس کے ہر نکتہ میں فرقاں کے معارف ہیں کثیر

فہمِ قرآں اُسے ملتا ہے مطہّر ہو جو نفس
پاک دل جس کا بنے تخت گہِ ربِّ قدیر

بحرِ فرقان کا غوّاصِ معانی ہے وہی
جس کو اللہ نے خود بخشی ہو دل کی تنویر

پُر کیا علمِ لدنّی سے ہو خود حق نے جسے
کیوں نہ بھرپور معارف سے ہو اس کی تفسیر

اس طرح کھولے ہیں حضرت نے مقاماتِ ادق
کی ہو یوسفؑ نے بیاں خواب کی جیسے تعبیر

عظمتِ شانِ کلام اللہ ہوئی اس سے عیاں
جلوۂ حُسنِ ازل سے ہوئے سب دل تسخیر

اس سے معلوم ہوا کون تھے اصحابِ رقیم
کیا سبب تھا جو ہوئی تختِ سبا کی تنکیر

قصّہ آدمؑ کا ہے کیا معنیٔ وَالتِّیْن ہیں کیا
جس سے راندہ گیا ابلیس وہ کیا تھی تقصیر

ایسے اسلوب سے کی سورہ تکویر کی شرح
عصرِ حاضر کی نظر آگئی ساری تصویر

ہر زمانے کے مسائل کا ہے قرآں میں حل
اس حقیقت کو عیاں کرتی ہے تفسیر صغیر

دیکھ کر عظمتِ قرآنی معارف بسمل
آج ہر لب پہ ہے تسبیح بھی تحمید بھی تکبیر

دردکا ہے آپ کے درمان تفسیرِ صغیر!

(محترم جناب مولانا محمد صدیق صاحب ایم اے جزا ئرفجی)

پڑھ ضرور اے عاشقِ قرآن تفسیرِ صغیر ہے علومِ شرع کی اِک کان تفسیرِ صغیر
مُصلحِ موعودؓ کو حق سے ملا قرآں کا عِلم اِس حقیقت کی ہے اِک بُرہان تفسیرِ صغیر
عصرِ حاضر کے نئے حالات کے پیشِ نظر لاجرم ہے نعمتِ رحمٰن تفسیرِ صغیر
چاہتا ہے گر سمجھنا تُو کلام اللہ کو بھول مت اے صاحبِ ایمان تفسیرِ صغیر
ہے سلیس اُردو میں اچھے ترجمہ کی گر تلاش کر طلب اور پاس رکھ ہر آن تفسیرِ صغیر
مُردہ رُوحوں کے لئے لا ریب ہے آبِ حیات بہرِ درویشانِ حق ہے نان تفسیرِ صغیر
"ترجمہ" کرنے میں جب کوئی تجھے مشکل پڑے دیکھ فوراً لا کے اے انجان تفسیرِ صغیر
آسماں سے مہدیٔ موعود پر اُترا تھا جو دُودھ ہے وہ بہرِ ہر عطشان تفسیرِ صغیر
ہے اگر دیدِ جمال و حُسنِ قرآں کی تڑپ غور سے پڑھ لے دلِ نادان تفسیرِ صغیر
خدمتِ قرآں کی خاطر وقف ہے جن کی حیات اُن کی ہے محبوب و حرزِ جان تفسیرِ صغیر
مژدہ اے عُشّاقِ شرعِ سَرورِ ہر دوسرا درد کا ہے آپ کے درمان تفسیرِ صغیر
جو تلاشِ حق میں سرگرداں اور بے چین ہیں اُن کی ہے تسکین کا سامان تفسیرِ صغیر
الحذر اے دشمنِ قرآں کہ تیرے سر پہ ہے تیغِ ابنِ مہدیٔ دوران تفسیرِ صغیر

"اے خدا بر تربتِ اُو بارشِ رحمت بیار"
لکھ گئے جو اس قدر ذی شان تفسیرِ صغیر

در مدح تفسیر صغیر مے گوید

(محترم جناب عبداللہ بخش صاحب تسنیم)

یہ تفسیر اللہ اللہ اک نشاں ہے
نرالا اس کا اندازِ بیاں ہے

یہ ہے پھولوں کی اک خوش رنگ ڈالی
دل و جاں کو معطر کرنے والی

محاسن کیا کہیں اس میں ہیں کیا کیا
یہ کوزے میں ہے گویا بند دریا

عروجِ ملتِ بیضا کی تدبیر
دل و جاں کس طرح پاتے ہیں تطہیر

صفات و ذاتِ باری کی حقیقت
ہے کیا شے عرش، دوزخ اور جنت

فرشتے کیا ہیں اُن کا کام کیا ہے
ہے کیا شے قہر اور انعام کیا ہے

کچھ ایسا اس میں ہر شے کا بیاں ہے
کہ ہر مضمون ربانی نشاں ہے

لغت کی ہے عجب تشریح اس میں
وضاحت ہے کہیں تلمیح اس میں

ہیں اُمّ الالسنہ میں جو کمالات
بیاں اس میں ہوئے ہیں حسبِ حالات

ضروری علم تھے جتنے بھی سارے
ہیں موجود اس میں اُن سب پر اشارے

ہے اس کا سرورق دیتا گواہی
اسے حاصل ہے تائیدِ الٰہی

ہے یہ طرزِ نگارش میں یگانہ
سراسر حسبِ حالات زمانہ

یہ اک قلبِ مطہّر کا ثمر ہے
خدائی نور اس میں جلوہ گر ہے

ہر اک مذہب پہ تنقید اس میں کی ہے
ہر اک مسلک پہ ڈالی روشنی ہے

کلامِ پاک کی سب مشکل آیات – ہوئیں حل اس طرح بس کھُل گئی بات
کہیں شبہات کا کر کے ازالہ – دلوں میں کر دیا حق کا اُجالا
کئے تھے اعتراض اعدا نے جو بھی – اُڑائے سب کے سب چھوڑا نہ کوئی
کہیں اخلاق کے عقدے ہیں کھولے – ہیں موتی جا بہ جا حکمت کے رولے
اُڑائیں دھجیاں نصرانیت کی – بیاں کیں خوبیاں وحدانیت کی
کہیں تاریخ پر جو بحث آئی – تو سُلجھا کر ہر اک گتھی دکھائی
ہے یہ گنجینۂ اسرارِ توحید – ہیں اس میں جا بہ جا انوارِ توحید
یہ سازِ رُوح کے حق میں ہے مضراب – دل اس کو پڑھ کے ہوجاتا ہے شاداب
یہ ہے آئینہ دارِ حُسنِ قرآں – یہ ہے گلدستہ گلہائے عرفاں
بطونِ مصحف اس میں آشکارا – رموز "سبعہ احرف" جلوہ آرا
کلام اللہ کا حُسن افروز غازہ – معارف اس میں ہیں تازہ بہ تازہ
دلوں کا زنگ اُتر جاتا ہے اس سے – ہدایت آدمی پاتا ہے اس سے
جہالت کو یہ عرفاں میں بدل دے – یہ بے دینی کو ایماں میں بدل دے
کجی ذہنوں کی کر دیتی ہے یہ دُور – حقیقت میں یہ ہے نُورٌ علیٰ نُور
سکونِ قلب اس میں جلوہ آرا – ہے یہ گرتی ہوئی جاں کا سہارا

ہر اک دیندار کا مقصود ہے یہ
نشانِ مصلح موعودؓ ہے یہ

ترجمہ محمودؓ کا اک چودھویں کا چاند ہے

(از جناب محترم عبد الحمید صاحب آصف ایم۔اے لائلپور)

حضرتِ محمودؓ تھے فضلِ عمرؓ پیرِ حسیں
جن کا چہرہ مسکراہٹ اور روشن تھی جبیں

ترجمہ قرآں کا فضلِ عمرؓ نے ہے کیا
حضرتِ محمودؓ کا ہر کارنامہ ہے حسیں

ترجمہ محمودؓ کا اک چودھویں کا چاند ہے
چاند ہے وہ چودھویں کا، ہے صدی بھی چودھویں

ترجمہ محمودؓ کا ہے ترجمہ قرآن کا
ہے جہاں قرآں برحق ترجمہ بھی ہے وہیں

ترجمہ محمودؓ کا میرا محافظ ہو گیا
ترجمے نے مار ڈالا آ کے مارِ آستیں

ترجمے کے فیض سے ربوہ ہوا آباد تو
مدتوں سے شور تھی بے آب بھی تیری زمیں

ترجمے نے مدتوں کی پاٹ ڈالی ہے خلیج
ایک مسلم اور قرآں میں جو حائل تھی زمیں

تیرے پیارے خادموں کو آکے میرے آقا سلام
کہہ رہے ہیں ترجمہ محمودؓ کا ہے آفریں

حضرتِ محمودؓ کے خالق مجھے چہرہ دکھا
ڈھونڈتی ہے تجھ کو سجدہ کے لئے میری جبیں

مصلح موعودؓ اور آپ کی تفسیرِ صغیر

(از جناب محترم محمد نذیر صاحب فاروقی)

پڑھ رہے ہو ذوق سے جو آج تفسیرِ صغیر — یہ ہے خود ہم پر عطائے رحمتِ ربِّ کبیر
یہ مطالب اور معانی کس کا فیضِ خاص ہے — کون اِس منزل میں آیا بن کے اپنا دستگیر
عشقِ احمدؐ عشقِ قرآں کس کو تھا بخشا گیا — کون تھا جو کہ ضیائے علم سے تھا مستنیر
تھی بشارت کس کی آمد کی مسیحا کو ملی — کون تھا جو کہ بنا ہے رستگار و دستگیر
کس کے دم سے دلفگاروں کو تسلی مل گئی — یاد کرتی ہے کسے اب تک زمانہ کا ضمیر
کس نے باطل کی اُڑائیں دھجیاں دل کھول کر — ہے عطا کس کی بھلا تم کو یہ تفسیرِ صغیر
دوستو پڑھ لو ذرا تم سبز رنگ کا اشتہار — کس کی آمد کی خبر دیتا ہے وہ ربِّ قدیر
فیض سارا یہ ملا ہے مصلح موعودؓ سے — استفادہ کر رہے ہیں جس سے سب برنا و پیر

نُور تھا وہ نُور جو آیا تھا اپنے وقت پر
ہے تجلّی نُور کی اُس کی یہ تفسیرِ صغیر!

ایک پادری صاحب کے چند سوالوں کے جواب

پادری الیاس ایس ال صاحب نے بعض سوال بھیجے ہیں اور اُن کے جوابات بذریعہ ماہنامہ الفرقان طلب کئے ہیں۔ سوالات اور ان کے جواب درج ذیل ہیں:۔

پہلا سوال:۔ کیا یسوع مسیح واقعی یوسف کا بیٹا ہے؟

الجواب:۔ قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کو ہر جگہ ابن مریم قرار دیا ہے، اسے کسی جگہ بھی یوسف کا بیٹا قرار نہیں دیا۔ قرآن پاک کے مطابق حضرت مسیحؑ کی ولادت بن باپ ہوئی ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مریم بتول کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے ان کی ایسی پیدائش میں یہ اشارہ تھا کہ آئندہ آنے والا پیغمبر ماں اور باپ ہر دو کے لحاظ سے غیر اسرائیلی ہوگا۔ پس حضرت مسیحؑ کی بن باپ پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے، حضرت مسیحؑ کی الوہیت یا ابنیت کی دلیل نہیں۔ قرآن مجید نے واضح طور پر فرما دیا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ (آل عمران ع) کہ حضرت مسیحؑ کی ولادت کی مثال حضرت آدمؑ کی ولادت کی طرح ہے۔ آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر ماں اور باپ کے پیدا فرمایا اور مسیحؑ کو اُس نے بغیر باپ کے پیدا کر دیا۔ ہر دو مخلوق ہیں ان میں سے کوئی بھی نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا۔

اناجیل اور عیسائی مسلّمات سے یہ بات ثابت ہے کہ اگرچہ حضرت مسیحؑ کی ولادت بن باپ ہوئی ہے مگر حضرت مریم کا نکاح یوسف نجار سے ہوگیا تھا اور حضرت مسیحؑ کے بعد یوسف کے نطفہ سے کئی بچے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ ایک مسیحی تاریخی حقیقت ہے [illegible] کے خاوند کو بچے باپ ہی کہتے اور سمجھتے ہیں اور وہ اپنی بیوی کے سابقہ بچوں کے لئے بمنزلہ باپ ہوتا ہے پس اس لحاظ سے عیسائیوں کے نزدیک یوسف یسوع مسیح کے لئے بمنزلہ باپ اور وہ اُس کے لئے بمنزلہ بیٹے کے تھے حقیقی باپ نہ تھے۔

ہم عیسائیوں کے اس مسئلہ کو درست مانیں یا نہ مانیں مگر عیسائیوں پر اس سے حجت قائم ہے کہ حضرت مریم خدا نہ تھیں ایسا ہی ابن مریم بھی خدا یا خدا کے بیٹے نہ تھے۔

دوسرا سوال:۔ کیا واقعی یسوع مسیح صرف رسول تھے؟

الجواب:۔ قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (المائدہ ع) کہ مسیح بن مریم واقعی طور پر صرف ایک رسول تھے۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ان سے پیشتر اقوامِ عالم کی اصلاح کے لئے نبی اور رسول ہی آتے رہے ہیں کبھی نہ خدا آیا نہ اس کا بیٹا۔ یہ

استقرائی دلیل بتا رہی ہے کہ جو مسیح بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے آئے تھے وہ بھی محض رسول تھے۔ خود اناجیل میں بھی حضرت مسیح کا واضح قول ہے' فرمایا:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷)

اس اعلان میں مسیح نے خدا تعالیٰ کو واحد و برحق قرار دیا ہے اور اپنے آپکو خدا کا بھیجا ہوا رسول ٹھہرایا ہے پس یہ کھلی حقیقت ہے کہ حضرت مسیح صرف رسول تھے۔ خدا یا خدا کے بیٹے ہرگز نہ تھے۔

تیسرا سوال:۔ کیا واقعی یسوع مسیح گنہگار تھے؟

الجواب:۔ اسلامی عقیدہ سب نبیوں کے بارے میں یہ ہے کہ وہ سب معصوم اور بے گناہ ہیں۔ اس بناء پر سب مسلمان حضرت مسیح کو بھی بے گناہ مانتے ہیں مگر موجودہ عیسائیت کی بنیاد اس نظریہ پر رکھی گئی ہے کہ آدم کی سب اولاد گناہ گار ہے کیونکہ آدم نے جنت کے شجرۂ ممنوعہ کو کھا کر اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی اور وہ گنہگار قرار پائے۔ انکا گناہ ان کی اولاد میں سرایت کر گیا اور سارے آدم زاد گناہ گار ٹھہرے۔

شجرۂ ممنوعہ کے کھانے کے بارے میں بائیبل میں لکھا ہے:۔

"عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے۔ تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اس نے کھایا" (پیدائش ۳/۶)

خود حضرت آدمؑ نے بارگاہِ ایزدی میں بایں الفاظ معذرت کی کہ:۔

"اس عورت نے جسے تُو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اس درخت سے دیا اور میں نے کھایا" (پیدائش ۳/۱۲)

بائیبل کے اس بیان سے عیاں ہے کہ عورت کا دوہرا قصور ہے جس نے خود بھی شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا اور اپنے خاوند حضرت آدمؑ کو بھی کھلایا۔ دو اور ایک کی نسبت سے جو بچہ آدم و حوا سے پیدا ہوگا وہ ۲/۳ درجہ قصوروار ہوگا اور جو صرف ماں سے پیدا ہوگا وہ اس کا پورا حصہ لیگا۔ یعنی دو درجہ کا قصوروار ہوگا۔ پس اس لحاظ سے اگر مرد و عورت سے پیدا ہونیوالے انسان ڈیڑھ درجہ کے گناہ گار قرار پائیں گے تو محض حضرت مریم سے پیدا ہونے والا بچہ دو درجہ کا گناہ گار ٹھہرے گا۔ یہ بات عیسائی مسلمات سے مستنبط ہوتی ہے۔ اسلامی عقیدہ کے رُو سے نہ آدمؑ گنہگار تھے اور نہ ہی پیدائشی طور پر کوئی بچہ گناہ گار پیدا ہوتا ہے۔ تاہم عیسائی عقیدہ کے رُو سے اگر سب انسانوں کو گناہ گار مانا جائیگا تو اس عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح کو بھی گناہ گار ماننا پڑے گا۔

اناجیل میں حضرت مسیح کی جو تاریخ مذکور ہے اس میں بھی بعض ایسے واقعات درج ہیں جن سے مسیح کا گناہ گار ہونا لازم آتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ وہ عیسائیوں کے مسلمات ہیں مسلمانوں پر حجت نہیں ہیں۔ اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح جملہ نبیوں کی طرح بے گناہ اور معصوم تھے۔

(باقی باقی)

المقتبسات

۱۔ مولانا داؤد غزنوی کا جواب مولانا مودودی کو

ہفت روزہ چٹان لاہور میں جناب مولوی سید داؤد غزنوی کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے :۔

" ایسے صائب الرائے اور روشن ضمیر کہ لوگوں کی لوح قلب پڑھ لیں اور الفاظ کے خوبصورت پردوں کے پیچھے چھپے ہوئے نفسیاتی خیالات اور جذبات کے آئینے میں جھانک لیں ۔ وہ مسلمانوں کی اس بصیرت اور فراست کی زندہ تصویر تھے جو شرعی وضع شکلوں اور حسین دعووں سے کبھی دھوکہ نہیں کھاتی ۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک واقعہ خود مرحوم کی زبانی نقل کیا ہے :۔

" ایک موقع پر علماء کے ایک مشترکہ بیان پر مولانا مودودی نے ان سے بھی دستخط کرانے چاہے جس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ ملک میں فقہ حنفی رائج کی جائے ۔

مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا کہ اس پر میں نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے قتل کے حکم نامے پر میں خود دستخط کر دوں ۔"

(چٹان ۲۶ر فروری ۱۹۷۳ء ص۱۷)

۲۔ جنگی تصادم نہیں فکری مقابلہ ہو گا

مدینہ منورہ کے امیر عبدالمحسن بن عبدالعزیز نے یونیورسٹیوں کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا :۔

" فکر و نظر میں باہمی تصادم کی صورت میں ہمیں دوسرے افکارِ باطلہ کا مقابلہ مسلسل پیہم اور پُر خلوص عمل سے کرنا ہو گا کیونکہ دشمنانِ اسلام جنگی تصادم کی بجائے اپنے افکار کے ذریعے دوسروں کو اپنا غلام بنانے کے طریقے کو زیادہ مفید سمجھتے ہیں ۔" (المنبر ۲۱ر دسمبر ۱۹۷۲ء ص۱۹)

۳۔ " قادیانیوں کا پروپیگنڈہ اور ان کے مسائل "

مندرجہ بالا عنوان سے " بزم المنبر " میں لکھا ہے :۔

" حیاتِ مسیح کا مسئلہ جو صاف ، روشن اور عیاں ہے ۔ اس سلسلہ میں بھی بعض اہلحدیث بھائیوں میں اختلاف ہے ، اور یہ اختلاف میں سمجھتا ہوں بہت بڑا اختلاف ہے جس سے کفر اور اسلام کا فرق ہوتا ہے ۔ کیونکہ حیاتِ مسیح کا مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت

ہے۔ اور اگر یہ کہا کہ مسیح علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور اب دُنیا میں واپس نہیں آئیں گے تو یہ کفر ہے۔"

(المنبر لائل پور ۷ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱)

۴۔ مسودۂ آئین میں مسلمان کی تعریف

ہفت روزہ اختر ڈیرہ غازیخان لکھتا ہے :-

"قیّم جماعت اسلامی ضلع ڈیرہ غازیخان نے اپنے اخباری بیان میں مسودہ آئین میں مسلمان کی تعریف پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ جس نظریے کے تحت مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کیا جانا ضروری سمجھا گیا وہ مقصد یہ تھا کہ مرزائی یا احمدی پاکستان کا صدر یا وزیر اعظم نہ بن سکے۔ اسی طرح کوئی اور غیر مسلم۔ لیکن اس تعریف سے مرزائی یا احمدی خارج نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ اس حلف نامے کو تسلیم کرتے ہیں اور مسلمان ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس کا واضح حل یہ ہے کہ وہ مرزائی یا احمدی ہونے کا انکار کرے۔ اس تعریف سے یہ مسئلہ مختلف ہی رہے گا اور وہ خطرہ نہیں ٹل سکے گا۔ اس کے علاوہ تینوں افواج کے سربراہوں اور اہم عہدوں کے لیے مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے اور یہ کہ وہ مرزائی یا احمدی نہ ہو۔ جو لوگ اس تعریف سے مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہے سخت خوش فہمی، خود پسندی اور دھوکے میں مبتلا ہیں۔"

(اختر ۱۴ ؍جنوری ۱۹۷۳ء)

۵۔ خلافت کے لئے موزونیت

ماہنامہ محدث لاہور لکھتا ہے :-

"سیاسیات کے ماہرین اور علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ خلافت کے لئے اہل علم کی نسبت سیاسی مدبر زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ اگر دونوں کا اجتماع ہو جائے تو نور   گا۔ لیکن سیاسی تفوق سے عاری انسان کے لئے اسوقت تک خلافت کے دائرہ میں قدم رکھنے کیلئے کوئی گنجائش نہیں جب تک قوم میں اس سے بہتر اور موزوں آدمی مل سکتے ہوں۔"

(محدث محرم الحرام ۱۳۹۲ ہجری صفحہ ۳)

ایک مخلص بھائی کا محبّت نامہ

جناب حکیم سیّد پیر احمد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :-

"آج فروری ۱۹۷۳ء کے شمارہ "الفرقان" میں بعنوان "مجبوری" آپ کی طرف سے ایک اعلان پڑھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زیر باری کو خوشحالی اور فراخی میں تبدیل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ میرے دل نے جوش مارا کہ کچھ خدمت میں پیش کروں سو بکصد روپیہ کا چیک ارسال کر رہا ہوں جو امانت فنڈ تحریک جدید سے آپ وصول فرما لیں۔ امید ہے کہ اس حقیر سی پیشکش کو قبولیت عطا فرماویں گے اور دعا فرماویں گے کہ مولا کریم اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتے ہوئے خاتمہ بالخیر کرے آمین"

الفرقان۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ÷

ایک دواخانہ

جسے

خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری فرمایا

اِس دواخانہ کی ایک کرن

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے شاگرد والد مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی توفیق بخشے۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریکِ جدید

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینیجنگ ایڈیٹر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵ - انارکلی - لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، بھیتی، ناخنہ، ضعفِ بصارت

وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ ساٹھ

سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور قیمتی اجزاء کے ساتھ

پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مُردہ پیدا ہونا۔ پیدا ہونے کے بعد

جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا،

ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ - فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ. لاہور

Monthly AL-FURQAN Rabwah

MARCH 1973 **REGD. NO. L. 5708**

مسجد گول بازار کی تقریب سنگ بنیاد

اس موقعہ پر محترم حکیم مولوی خورشید احمد صاحب شاد صدر محلہ نے ایک مختصر تقریر میں مسجد کے غرض و غایت اور دیگر کوائف کے متعلق احباب کو مطلع کیا۔ سنگ بنیاد رکھے جانے اور دعا کے بعد حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ تعمیر مسجد مبارک کرے۔ (آمین)

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔